اصل اِباحت ہے

تصنیف لطیف

حضورِ فیض ملتِ مفسرِاعظم پاکستان

حضرت علامہ حافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Uwaysi Books

www.faizahmedowaisi.com

تمہید

اِسلامی اُصول میں یہ قاعِدہ مسلَّم (معتبر) ہے کہ جب تک کسی مسئلے کے لئے حُرمَت (حرام) وکَراہَت (مکروہ ہونے) کی تَصرِیح (توضیح) نہ ہو اُس وقت تک اُسے حرام، مکروہ اور بِدعَت وغیرہ کا فتویٰ لگا دینا دین کی تَحریف (تبدیلی) ہے اِسی قاعِدہ کا نام "اِباحَت" ہے۔

ہر مَسئلہ کے لئے قرآن وحدیث کا مُطالَبہ خارجیوں کا شِیوَہ (طریقہ) تھا۔ سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک شخص باتوں باتوں میں قرآن کی آیات کا سوال کرتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے شہر بدَر کر دیا (مُلک سے نکال دیا) اور فرمایا یہ خَوارِج کا طَریقَہ ہے اور حدیث میں ہے خَوارِج مختلِف رُوپ (شکل) میں ہر زمانے میں ہونگے یہاں تک کہ اُن کی آخری ٹولی (جماعت) دجّال کے ساتھ جاکر ملے گی ہمارے زمانے میں یہ ٹولی وہابی دیوبندی کہلاتی ہے۔

تجرُبہ شاہد (گواہ) ہے کہ اَہل حق سُنی سے ہر مسئلہ پر قرآن وحدیث کا مُطالَبہ کرتے ہیں ورنہ شرک، بِدعَت کی رَٹ لگاتے (ضد کرتے)۔ درود وسلام ہو یا دعا وصدقات وخیرات کے اُمور (معاملات)۔ فقیر اِس رسالے میں وضاحت سے مُدَلَّل (دَلائل سے بھرپور) مضمون پیش کرنے کی جرأت کررہا ہے کہ اسلام آسان مَذہَب ہے کہ ہر ہر بات پر دَلیل کا مُکلَّف (پابند) نہیں بناتا جن اُمور سے رُکاوَٹ ہے اُس کی تَصرِیح (وضاحت) کرتا ہے۔

زمانۂ سابِق میں خَوارِج اور مُعتَزِلَہ کا طریقہ تھا کہ ہر مسئلہ میں حَذر (مُمانَعت) کا عقیدہ رکھتے تھے اب اُن کے وارِثین رنگ رُوپ بدل کر وہی راگ لاپ (وقت ضائع کر) رہے ہیں اَہلِ سنّت مکر وفریب (دھوکہ) سے ہوشیار رہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی إِمَامِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰی آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَأَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ

امابعد! اصل مسئلہ سمجھنے سے پہلے مقدّمہ مُلاحظہ ہو:۔

مقدّمہ

شَرعی اُمور تین ہیں:۔

(1) جن کا حلال ہونا قرآن وحدیثِ رسول ﷺ میں مذکور ہے وہ حلال ہیں جیسے جائز تجارت اور معاملات کی حِلّت (یعنی حلال ہونا)، رمضان شریف کی راتوں میں اپنی بیویوں سے مُباشَرت (جماع)۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ (البقرۃ: ۲۷۵) **ترجمہ:** اللہ تعالیٰ نے تجارت حلال قرار دیا۔

(۲) جن کا حرام ہونا کتاب وسنّت میں صَراحۃً (واضح طورپر) موجود ہے جیسے شراب، سود، سوّر اُن کی حُرمَت کتاب وسنّت میں صَراحۃً (واضح طور پر) موجود ہے۔

(۳) جن سے کتاب وسنّت میں خاموشی ہے نہ اُن کا حلال ہونا مذکور ہے نہ حرام ہونا۔ جیسے آج کل کے دینی مدارس اور تاقیامت دینی ودُنیاوی اِیجادات۔ اُن کے مُتعلّق جُمہور عُلَماء کا مَذہَب یہ ہے کہ وہ حلال ہیں۔ اگر وہ حرام ہوں تو اِنسانی زندگی دُشوار (مشکل) ہو جائے کیونکہ اِیجادات قِیامَت تک ہوتی رہیں گی جو ضَروریاتِ زندگی ہو شامل ہونگی اگر وہ سب حرام ٹھہریں تو مسلمان زندگی کیونکر (کیسے) گزاریں۔

خلاصہ: یہ ہے کہ ہر چیز شَرعی مُمانَعت سے حرام ہوگی۔ اگر شَرعی مُمانَعت وارِد (شریعت میں منع) نہ ہو تو حلال وجائز ہوگی یہی اَسلاف اور صالحین اور جُمہور اَحناف وغیرہ کا مَذہَب ہے۔ حَظر (مُمانَعت) اور توقُّف (خاموشی اختیار کرنا) وغیرہ اَحناف بالخصوص مُعتزِلَہ کا مَذہَب ہے۔ دیوبندی اور غیر مقلدین، وہابی اِن دو پچھلے قاعِدوں کے قائِل (ماننے والے) وعامِل (عمل کرنے والے) ہیں اور الحمد للہ ہم اہلِ سنّت (بریلوی) قُدَماء (قدیم) جُمہور اَحناف کے قاعِدہ پر چل (عمل کر) رہے ہیں اُس کی تفصیل وتَصرِیح (تشریح) آئیگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

بابِ اول: آیاتِ قرآن

قرآن پاک کی آیاتِ ذَیل (نیچے لکھی گئیں آیتیں) ہمارے مَوَقِّف میں صَریح (واضح) ہیں اور اُنہیں عُموم واِطلاق ہے۔ اِتْقان السیوطی میں قاعِدہ کلیہ ہے کہ قرآن کے عُموم کو اپنے طور خاص یا مُطلَق (غیر مشروط) کو مُقیَّد (مشروط) کرنا قرآن کی تحریف (تبدیلی) ہے اور عُموم کے خُصوص اور مُطلَق کو مُقیَّد کرنے کے چند قَواعِد اِتقان جلد دوم میں مُندَرَج (لکھے ہوئے ہیں) ہیں۔

الحمدللہ ہمارے مَوَقِّف کے عُموم واِطلاق کو مُخالِفین کسی قاعِدہ سے خاص ومُقیَّد نہیں کرسکتے سوائے سینہ زوری (ہٹ دھرمی) کے۔

(ا) قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً اَلَخ۔ (الأنعام:۱۴۵)

ترجمہ: تم فرماؤ میں نہیں پاتا اُس میں جو میری طرف وحی کیا گیا کسی کھانے والے پر کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو الخ۔

فائدہ: اِس آیت کریمہ میں چیزوں کے حرام نہ ہونے کو حلال ہونے کی دَلیل قرار دیا گیا۔ اگر اصل اَشیاء (چیزوں) میں حُرمَت ہوتی یا سُکوت ہوتا تو یہ آیت بالکل بے معنی ہو جاتی۔

(۲) وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا۟ مِمَّا ذُكِرَ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ۔ (الأنعام:۱۱۹)

ترجمہ: تمہیں کیا ہوا کہ اُس میں نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مُفصَّل (تفصیل سے) بیان کرچکا جو کچھ تم پر حرام ہے۔

فائدہ: اِس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم نے حرام چیزوں کو تو تفصیل وار بیان فرمایا۔ رہی حلال چیزیں اُس کی تفصیلی بیان کی ضرورت نہیں کہ جو حرام نہ ہو وہ حلال ہے کہ اصل اَشیاء (چیزوں) میں اِباحَت ہے۔

(۳) قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ ٱلَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ ٱللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِن شَهِدُوا۟ فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا

(الاحزاب:۱۸)(پارہ۹رکوع۶)

ترجمہ: تم فرمادو لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اُسے حرام کیا پھر اگر وہ گواہی دے بیٹھے تو تم اُن کے ساتھ گواہی نہ دو اور نہ ہی اُن کی خواہش کے پیچھے چلنا جنھوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی۔

فائدہ: کُفّار و مُشرکین کی عادت تھی کہ وہ چند جانوروں کو حرام سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُنہیں فرمایا کہ اے کافرو! دَلائِل و گواہ لاؤ یعنی اگر حُرمَت کی تمہارے پاس کوئی دَلیل ہے تو لاؤ یہ نہ فرمایا گیا کہ اے محبوب ﷺ آپ اُنہیں حلال ہونے کی دَلیل دکھاؤ۔ معلوم ہوا کہ یہ چیزیں بذاتِ خود حلال ہیں کسی دَلیل سے حرام ہونگی۔ (اَشیاء میں اصل اِباحَت ہے کا قاعدہ اِسی قسم کی آیات سے ثابت ہے۔)

(۴) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ (الاعراف:۳۲)

ترجمہ: تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ تعالیٰ کی وہ زینت جو اُس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق۔

فائدہ: کُفّارِ عرب حج کے زمانہ میں گوشت اور لذیذ غذائیں قریباً چھوڑ دیتے تھے، لِباس نہایت معمولی پہنتے تھے۔ اُن کی تَردید (مُخالَفت) میں یہ آیت کریمہ نازِل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ چونکہ یہ چیزیں حج کے زمانہ میں ہم نے حرام نہیں کی تو تم اُنہیں حرام کیوں کہتے ہو۔ معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ و رسول ﷺ حرام نہ فرمادیں وہ حلال ہیں۔ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے اِس کی مزید تفصیل مفسّرین کے اَقوال میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

(۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ۭاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (المائدہ:۸۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! وہ پاکیزہ چیزیں حرام نہ سمجھو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کیں حد سے آگے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

فائدہ: جو چیزیں اللہ نے حلال فرمائیں۔ اِس طرح کہ اُنہیں حرام نہ فرمایا۔ اے مسلمانو! تم اُنہیں حرام نہ سمجھو یہ حد سے آگے بڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ حد سے آگے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ اگر اصل اَشیاء میں حُرمَت ہوتی تو عام چیزوں کو حرام جاننے پر مسلمانوں کو عِتاب نہ ہوتا۔

(۶) وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭقَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (الانعام:۱۴۰)(پارہ۹رکوع۳)

ترجمہ: اور حرام کیا اُنہوں نے جو اللہ نے روزی دی، اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کو بیشک وہ گمراہ ہوں گے اور راہ یافتہ (پانے والے) نہ ہوئے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی چیز کو بغیر دَلیل حرام مانے وہ گمراہ بھی ہے اور ہِدایَت سے دور بھی۔

(۷) قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ الخ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ (الانعام:۱۴۴)(پارہ۹رکوع۴)

ترجمہ: تم فرمادو! کیا اُس نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ (یہاں تک کہ ارشاد فرمایا) کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا۔

فائدہ: کُفّار جو بعض جانوروں بحیرہ سائبہ [1] وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے اُن پر عِتابانہ طور (ناراضگی) سے ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اللہ کو حرام فرماتے ہوئے دیکھا ہے اور حُرمَت کہاں سے آئی ہے۔ نر کی طرف سے یا مادہ کی طرف سے دیکھو جن چیزوں کو رب حرام نہ کرے اُسے حرام سمجھنا جرم ہے۔ اصل اَشیاء (چیزوں) میں اِباحَت ہے۔

---

[1] "سائبہ" ایک اصطلاح ہے جو ان جانوروں کے لئے استعمال ہوتی تھی جنہیں مخصوص مقاصد کے لیے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا، جیسے کہ یہ جانور کسی دیوتا کے نام پر آزاد چھوڑے جاتے تھے اور انہیں کھانے کے لیے حرام سمجھا جاتا تھا۔

(٨) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ط (المائدہ:۱۰۱)(پارہ ۷، رکوع ۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اُن چیزوں کے مُتعلِّق نہ پوچھو کہ جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم اُن کی بابَت (کے بارے میں) پوچھو گے جبکہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دیں جائیں اللہ نے اُن کو معافی دے دی۔

فائدہ: اِس کا شانِ نُزول ہی ہمارا ہے کہ جب سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر سال حج کا سوال کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر میں نَعَم (ہاں) کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور فرمایا کہ خواہ مخواہ سوال نہ کیا کرو۔ اِس سے معلوم ہوا کہ سوال کے جواب پر ہی اَحکام مُرتّب ہوتے (ترتیب دیئے جاتے) ہیں ورنہ جیسے ایک بار حج کی فرضیّت ہوئی لیکن اُس کے بعد اب حج مُباح (جائز) ہے۔ (وَهُوَ الْمَطْلُوبُ.)(یہی مطلوب ہے۔)

(٩) خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (البقرۃ:۲۹) **ترجمہ:** اللہ نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے پیدا فرمائیں۔

فائدہ: جب تمام چیزیں ہمارے لئے پیدا ہوئیں تو سب چیزیں حلال ہی ہیں ہاں جنہیں رب تعالیٰ نے حرام فرما دیا وہ اِس عارضہ سے حرام ہو نگی۔

(١٠) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم:۱)

ترجمہ: اے غیب بتانے والے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! تم اپنے اوپر وہ چیزیں کیوں کئے لیتے ہو جو رب (عزجل) نے تمہارے لئے حلال کیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ تمام چیزیں بذاتِ خود حلال ہیں، قَسم کھانے سے حرام ہو جاتی ہیں۔ حرام ہونے کے لئے قَسم وغیرہ کی ضَرورَت ہے حلال ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ حرام نہ کی گئی ہو۔

(١١) وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (الاعراف:۳۱) **ترجمہ:** کھاؤ پیؤ اور حَد سے نہ بڑھو۔

فائدہ: آیت میں ہر طرح کی اَشیاء کے خورد و نوش (کھانے پینے) کا عام حکم ہے سوائے اُن کے جنہیں شَرع نے حرام فرمایا۔ امام رازی نے اِس آیت سے اِباحَت کا اثبات فرمایا۔

(١٢) اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ (النساء:۳۱)

ترجمہ: اگر تم بچے رہو اِن بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے۔

فائدہ: اِس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ وہ ہے کہ جس سے منع کیا جائے کوئی چیز بغیر مُمانَعت گناہ نہیں۔ گناہ پھر دو قسم کے ہیں صغیرہ و کبیرہ۔ کبیرہ سے بچنا صغیرہ کی معافی کا ذریعہ ہے۔

نوٹ: درجنوں آیات اِباحَت پر صَریح (واضح) ہیں اِختِصار کے پیشِ نظر صرف اِنہی چند آیات پر اِکتِفا کرتا ہوں۔

بابِ دوم (دوسرا): اَحادیث شریفہ

مسلم شریف، بخاری و مشکوٰۃ باب الاعتصام، بالکتاب والسنۃ میں ہے کہ

(١) قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم: أَن أعظم الْمُسلمين فِي لامسلمين جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ على النَّاس فَحرم من أجل مَسْأَلَته [2]

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا (بہت بڑا) مجرم وہ ہے کہ جو کسی ایسی چیز کے مُتعلِّق پوچھ گچھ (سوالات) کرے جو لوگوں پر حرام نہ کی گئی تھی اُس کی پوچھ گچھ (سوالات) کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔

[2] (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، 1/ 55، الحديث 153-[14]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

فائدہ: معلوم ہوا کہ اُس شخص کے سوال سے پہلے اُس کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ تھا لہٰذا وہ حلال تھی اُس نے پوچھ گچھ کر کے مُمانعت کا حکم نازل کرا لیا اگر وہ سُکوت والی چیز پہلے ہی سے حرام تھی تو اُس کے پوچھنے پر حرام ہونے کے کیا معنی۔

(۲) مسلم شریف میں بِروایتِ جریر ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ فرمایا نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ[3] (مشکوٰۃ کتاب العلم)

ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اُس کو ایجاد کا ثواب ملے گا اور جتنے لوگ اُس کے بعد اُس پر عمل کریں گے اُن سب کا ثواب ملے گا عامِلین (عمل کرنے والوں) کا اجر کم نہ ہو گا اور جو کوئی اسلام میں بُرا طریقہ ایجاد کرے اُس پر اپنا گناہ بھی ہو گا جتنے لوگ اُس پر عمل کرینگے اُن کو بھی اور اُن عاملوں (عمل کرنے والوں) کے گناہ سے کچھ زیادہ ہو گا۔

(۳) وَعَن أبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا[4] (مشکوٰۃ صفحہ ۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چند چیزیں فرض فرمائیں پس اُنہیں نہ کُرید ا (تلاش) کرو اور بعض اَشیاء حرام کر دیں پس اُن مُحرّمات (حرام کردہ) کی پردہ پوشی کرو اور بعض چیزوں کی حدود مُقرّر فرمائیں پس اُن حُدود سے تجاوُز مت کرو اور باقی اَشیاء سے اللہ تعالیٰ نے بغیرِ نِسیان (بھول) کے سُکوت (خاموشی اختیار) فرمایا۔

فائدہ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ، جلد ا، صفحہ ۲۶۳ پر فرماتے ہیں:

أَيْ: لَا تُفَتِّشُوا عَنْ تِلْكَ الْأَشْيَاءِ، دَلَّ عَلَى أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: {هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا} [البقرة: ٢٩][5]

ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان باقی چیزوں سے بحث مت کرو۔ اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے۔

(۵) مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۶۲ میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرُكُونَ أَشْيَاءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللهُ نَبِيَّهُ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ وَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فهو عفوٌ[6]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیّت میں لوگ کچھ چیزیں کھاتے اور کچھ کراہَت (ناپسندیدگی) سے چھوڑ دیتے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مَبعوث فرمایا (بھیجا)، اپنی کتاب نازل فرمائی جس نے حلال کو حلال کر دیا اور حرام کو حرام۔ جسے حلال کیا وہ حلال ہے جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے اللہ نے سُکوت کیا (خاموشی فرمایا) وہ عفو (معاف) ہے۔

فائدہ: اِس حدیث کے تحت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۳، صفحہ ۲۷۹ پر فرماتے ہیں:

ازیجا معلوم مے شود کہ اصل در اشیا اِباحَت است۔

---

[3] (مشكاة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الأول، 1/ 55، الحديث210-[13]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[4] (مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثالث، 1/ 279، الحديث197، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002م)

[5] (مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثالث، 1/ 279، الحديث197، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002م)

[6] (مشكاة المصابيح، كتاب الصيد والذبائح، باب ما يحل اكله وما يحرم، الفصل الثالث، 2/ 1206، الحديث4146-[43]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

ترجمہ: اِس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے۔

حضرت سلمان فارسی سے مَروی ہے کہ کسی نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے گھی اور پنیر کے مُتعلّق پوچھا کہ یہ حلال ہیں کہ حرام تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ[7]

(رواہ ابن ماجہ وترمذی ومشکوٰۃ کتاب الاطعمہ)

ترجمہ: حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا جس سے خاموشی ہے وہ معاف ہے۔

فائدہ: اِس حدیث میں واضح ہے کہ اَشیاء میں اصل اِباحَت ہے چنانچہ اِس حدیث شریف کے تحت شاہ عبدالحق محدِّث نے فرمایا ہے:

و این دَلیل است بر آنکه اصل دراَشیاء اِباحَت است۔(اشعۃ للمعات، جلد ۳، صفحہ ۵۰۶)

ترجمہ: اور یہ حدیث دَلیل ہے اِس امر کی کہ اَشیاء (چیزوں) میں اصل اِباحَت ہے۔

نوٹ: اَحادیث مبارکہ اِس بارے میں بکثرت (بہت ساری) ہیں ایسے ہی اُن کی شُروح کے حوالہ جات بھی۔ اِختِصار کے پیشِ نظر اِنہی چند پر اِکتِفاء کیا جاتا ہے۔

بابِ سوم (تیسرا باب): تصَریحاتِ مفسِّرین کرام وعلماءِ صالحین

قرآن مجید کو جیسے اَسلافِ صالحین اور مفسِّرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے سمجھا دورِ حاضرہ کے سب کے سب اُن کے بالمقابل (مدِّ مقابل) طِفلِ مکتَب (ابتدائی طالب علم) کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ فقیر نے جتنی آیات بابِ اول میں لکھی ہیں اُن میں سے بعض کی تَفاسیر مُلاحظہ ہوں:

(۱) حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۱ پر فرماتے ہیں:

وَاعْلَمْ أَنَّ قَوْلَهُ: وَكُلُوا وَاشْرَبُوا مُطْلَقٌ يَتَنَاوَلُ الْأَوْقَاتَ وَالْأَحْوَالَ وَيَتَنَاوَلُ جَمِيعَ الْمَطْعُومَاتِ وَالْمَشْرُوبَاتِ فَوَجَبَ أَنْ يَكُونَ الْأَصْلُ فِيهَا هُوَ الْحِلَّ فِي كُلِّ الْأَوْقَاتِ وَفِي كُلِّ الْمَطْعُومَاتِ وَالْمَشْرُوبَاتِ إِلَّا مَا خَصَّهُ الدَّلِيلُ الْمُنْفَصِلُ وَالْعَقْلُ أَيْضًا مُؤَكِّدٌ لَهُ لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْمَنَافِعِ الْحِلُّ وَالْإِبَاحَةُ.[8]

ترجمہ: جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا قول (فرمان) ہے کہ كُلُوا وَاشْرَبُوا (کھاؤپیؤ) مُطلَق ہے جو تمام اَوقات (وقتوں) اور اَحوال (حالتوں) کو شامل کرتا ہے اور اِسی طرح تمام کھانے پینے کی چیزوں پر مُحیط (مشتمل) ہے۔ پس چاہیے کہ تمام ماکُولات (کھانے) ومَشروبات (پینے والی چیزوں) کو ہر وقت اور ہر حال میں کھانا جائز ہو مگر جس کو کسی دَلیل شَرعی نے حرام کر دیا ہو اور عقل بھی اُس کی مُؤکِّدہ (تاکید کرنے والی) ہے۔ کیونکہ اصل تمام مَنافع میں حِلّت اور اِباحَت ہے۔

(۲) علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیرِ خازِن میں آیت: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الخ۔ (الاعراف:۳۲) **ترجمہ:** تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت الخ کے تحت فرماتے ہیں:

إِنَّ الْآيَةَ عَلَى الْعُمُومِ، فَيَدْخُلُ تَحْتَهَا كُلُّ مَا يُسْتَلَذُّ وَيُشْتَهَى مِنْ سَائِرِ الْمَطْعُومَاتِ، إِلَّا مَا نُهِيَ عَنْهُ وَوَرَدَ نَصٌّ بِتَحْرِيمِهِ.[9]

ترجمہ: آیت اپنے عُموم پر ہے ہر کھانے کی چیز اُس میں داخل ہے جس کی حُرمَت پر نَص (دَلیل شَرعی) وارِد نہ ہو۔

علامہ سیّد محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی، پارہ اول کے تحت آیت خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ (پارہ ۱، صفحہ ۱۹۹)(البقرۃ:۲۹)

---

[7] (مشكاة المصابيح،كتاب الأطعمة، الفصل الثاني، 2/ 1220، الحديث4228-[70]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[8] (تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير،سورة الأعراف : الآيات 31 إلى 32، 14/ 230، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة – 1420 هـ)

[9] (تفسير الخازن = لباب التأويل في معاني التنزيل،سورة الأعراف : الآيات 31 إلى 32، 2/ 195، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ)

لکھتے ہیں کہ وَاسْتَدَلَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ. **ترجمہ:** اَہلِ سنّت کے اکثر نے اِستِدلال کیا ہے۔

الْحَنَفِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ بِالْآيَةِ عَلَىٰ إِبَاحَةِ الْأَشْيَاءِ النَّافِعَةِ قَبْلَ وُرُودِ الشَّرْعِ، وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ الْمُعْتَزِلَةِ، وَاخْتَارَهُ الْإِمَامُ.[10]

ترجمہ: حَنفِیّہ اور شافعِیّہ نے آیت سے اِستِدلال کیا کہ وارِدِ شَرع (شَریعت کے وارد ہونے) سے پہلے اَشیاءِ نافِعَہ (ضَروریاتِ زندگی) میں اِباحَت ہے یہی اکثر مُعتَزِلَہ کا مَذہَب ہے امام وغیرہ نے اِسی کو پسند فرمایا۔

اِس کے بعد لکھا کہ وَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَىٰ أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ قَبْلَ الشَّرْعِ الْحَظْرُ، وَقَالَ قَوْمٌ بِالْوَقْفِ.

ترجمہ: ایک بَرادری (مُعتَزِلَہ) اَشیاء کے اصل کے لئے خطر کی طرف گئی ہے دیگر توقُّف کی طرف۔

فائدہ: روح المعانی کو مُخالِفین خوب مانتے ہیں اُن کا فیصلہ منظور کریں تو بہتر ہے۔

(۴) علامہ بیضاوی: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِيٓ (الاعراف:۳۲) (**ترجمہ:** تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے الخ) کے تحت فرماتے ہیں:

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَىٰ أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْمَطَاعِمِ وَالْمَلَابِسِ وَأَنْوَاعِ التَّجَمُّلَاتِ الْإِبَاحَةُ.[11]

ترجمہ: اور اِس آیت میں اِس پر دَلیل ہے کہ کھانے پینے کی اچھی چیزوں میں اِباحَت اصل ہے۔

(۵) حاشیہ عبد الحکیم علی البیضاوی، صفحہ ۲۹۰ میں ہے:

إِنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ النَّافِعَةِ أَنْ تَكُونَ مُبَاحَةً لِكُلِّ أَحَدٍ أَنْ يَسْتَنْفِعَ بِهَا، وَعَلَيْهِ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ، وَأَكْثَرُ الْمُعْتَزِلَةِ. الخ[12]

ترجمہ: بے شک اصل اَشیاءِ نافِعَہ (ضَروریاتِ زندگی) میں اِباحَت ہے ہر ایک کے لئے جائز ہے کہ اُس سے نَفع اُٹھائے یہی مَذہَبِ شَوافع واَحناف، اَہلسنّت اور اکثر مُعتَزِلَہ کا ہے۔

فائدہ: واضح ہوا کہ خطر اور توقُّف (سُکوت) صرف بعض مُعتَزِلَہ کا ہے۔

حضرت علامہ ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا جَعَلْنَا الْمُبِيحَ أَصْلًا، وَالْمُحَرِّمَ نَاسِخًا، بِنَاءً عَلَىٰ زَمَانِ الْفَتْرَةِ بَيْنَ عِيسَىٰ وَمُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَبْلَ شَرِيعَتِنَا، فَإِنَّهُ كَانَتِ الْإِبَاحَةُ أَصْلًا حِينَئِذٍ، ثُمَّ بُعِثَ نَبِيُّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ يُبَيِّنُ الْأَشْيَاءَ الْمُحَرَّمَةَ، وَبَقِيَ مَا سِوَاهَا حَلَالًا مُبَاحًا.[13] (تفسیر احمدی، صفحہ ۱۴)

ترجمہ: ہم نے مُباح کو اصل اور مُحرّم کو ناسِخ اِس وجہ سے قرار دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے درمیانی فَترَت (وقفے) میں اَشیاء کی اصل اِباحَت تھی۔ پھر نبی علیہ السلام مَبعوث ہوئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بعض اَشیاء (چیزیں) کی حُرمَت بیان فرمائی اور باقی اَشیاء اپنی اصل پر مُباح (جائز) رہیں یعنی اب اُن کے لئے اِباحَت (جواز) کا حکم ثابت ہوگا۔

فائدہ: یہ تفسیر مُلّا جیوَن رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اور صرف اَحکام واُصول کی چند آیات پر لکھی ہے۔ اِس میں قواعِد واُصول اَحناف کے مطابق اِستِدلال کیا گیا ہے جیسا کہ اَہلِ علم کو معلوم ہے کہ اِسی لئے اِس مُوضوع میں اُن کے حوالے وزنی ہیں۔

---

[10] (تفسير الألوسي= روح المعاني،سورة البقرة : الآيات 29 إلى 38، 1/ 217، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ – 1994 م)

[11] (تفسير البيضاوي= أنوار التنزيل وأسرار التأويل، سورة الأعراف : آية ۳۲، 3/ 11، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الأولى – 1418 هـ)

[12] (حاشية القاضي لعبد الحكيم السيالكوتي،قوله وهو يقتضى إباحة الاشياء الى آخره .، ص280، دار الطباعة العامرة)

[13] (التفسيرات الأحمدية في بيان الآيات الشرعية، سورة البقرة : آية ۲۹، ص22، دار الكتب العلمية، بيروت، 2010م)

(٦) یہی علامہ تفسیر احمدی، صفحہ ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں:

وَلَا يَظْهَرُ ثَمَرَتُهُ إِلَّا فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «لَا تَبِيعُوا الطَّعَامَ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ»، فَإِنَّ عِنْدَنَا الْأَصْلَ هُوَ إِبَاحَةُ الرِّبَا حَتَّى يَنْتَفِيَ عِنْدَ عَدَمِ الْقَدْرِ وَالْجِنْسِ، وَإِنَّمَا تَثْبُتُ الْحُرْمَةُ إِذَا وُجِدَتْ جَمِيعُ الشَّرَائِطِ..[14]

ترجمہ: اور اصل میں اِباحَت یا حُرمَت کے اِختِلافات کا ثمرہ (نتیجہ) نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے اُس فرمان پر مُرتّب (مُنطبِق) ہوتا ہے جس میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ طعام (کھانے) کو نہ بیچو مگر مُساوی (برابر) کے بدلے میں مُساوی (برابر)۔ پس ہمارے نزدیک اصل میں زیادتی مُباح ہے یہاں تک کہ قدَر (مقدار) اور جنس (نوعیّت) مُتّحِد (ایک) نہ ہونے پر زیادتی معاف ہوگی اور حُرمَت اُس وقت ثابت ہوگی جب اُس کے جَمیع (تمام) شرائط پائے جائیں۔

فائدہ: اِستِدلال (دلیل) کی توضیح (وضاحت) یہ ہے کہ سود میں حُرمَت کی عِلّت اَحناف کے نزدیک اِتّحادِ قدَر اور جنس (مقدار اور نوعیت کا ایک ہونا) ہے مثلاً ایک صاع[15] (۴ مُد، ۲.۵ کلوگرام احتیاطا) چاول کی بیع ایک صاع چاول کے بدلے میں جائز ہے اور اگر کوئی شخص صاع سے قدَر (کچھ مقدار) زائد لے گا تو یہ سود ہوگا لیکن اگر ایک صاع چاول کے بدلے میں وہ گندم بیچتا ہے تو اب گندم صاع سے زیادہ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

فُقہاءِ حَنَفِیَّہ فرماتے ہیں کہ یہ زیادتی جائز ہے کیونکہ اصل میں بیع کے اندر زیادتی جائز ہے۔ شارِع صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) نے صرف اِتّحادِ جنس (اشیاء کی نوعیت کے ایک ہونے) کی صورت میں زیادتی حرام ہے پس ہم جنس نہ ہونے کی صورت میں زیادتی اپنی اصل پر مُباح (جائز) رہے گی۔ اِسی طرح اِتّحادِ قدَر (مقدار کا ہونا) بھی حُرمَت میں شرط ہے اور قدَر سے مُراد مَعروف اور مُقرَّر قدَر (مقدار) ہے لہٰذا صاع[16] کے بدلے صاع میں تو تفاضُل (زیادتی) حرام لیکن اگر قدَرِ معروف نہ ہو اور ایک مُٹھی کے بدلے دو مُٹھیاں لی جائیں تو یہ زیادتی جائز ہے کیونکہ زیادتی اصل میں مُباح تھی شارِع صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم علیہ السلام نے قدَرِ مخصوص میں زیادتی حرام کی پس یہ زیادتی اپنی اصل پر مُباح رہے گی۔ اِس سے ثابت ہوا کہ اِباحَتِ اَصلیَّہ سے یہ اِستِدلال بِعثَت کے بعد کا ہے فلہٰذا (پس اس وجہ سے) ہم اَہلِ سنّت حق بجانِب (حق پر) ہیں۔

(٧) یہی علامہ صاحِب نورالانوار، صفحہ ۲۳۲ میں اِس حدیث لَا تَبِيعُوا الطَّعَامَ الخ کی شرح میں فرماتے ہیں:

هٰكَذَا: لَا تَبِيعُوا الطَّعَامَ بِالطَّعَامِ فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ إِلَّا فِي حَالِ الْمُسَاوَاةِ، وَالْأَحْوَالُ ثَلَاثَةٌ، وَهِيَ: الْمُسَاوَاةُ، وَالْمُفَاضَلَةُ، وَالْمُجَازَفَةُ، وَكُلُّهَا أَحْوَالُ الْكَثِيرِ، فَتَحِلُّ مِنْهَا الْمُسَاوَاةُ، وَتَحْرُمُ الْمُفَاضَلَةُ وَالْمُجَازَفَةُ، وَالْقَلِيلُ غَيْرُ مُتَعَرَّضٍ بِهِ أَصْلًا، لَا فِي الْمُسْتَثْنَى وَلَا فِي الْمُسْتَثْنَى مِنْهُ، فَبَقِيَ عَلَى الْأَصْلِ الَّذِي هُوَ الْإِبَاحَةُ، فَيَجُوزُ بَيْعُ الْحُفْنَةِ بِالْحُفْنَةِ، وَكَذَا بِالْحُفْنَتَيْنِ.[17]

ترجمہ: اور ہم اَحناف اَہلِ سنّت اِس حدیث میں اِس طرح تقدیر (تاویل) کرتے ہیں کہ طعام کی طعام کے ساتھ کسی حال میں بیع (خرید و فروخت) نہ کرو مگر حالِ مساواۃ (برابری کی حالت) میں اور کل تین حال ہیں:۔ ایک: بغیر پیمائش (ناپ تول) کے اندازے سے بیچنا، دوسرا: زیادتی سے بیچنا، تیسرا مساواۃ سے۔ پس پہلے دو

---

[14] (التفسيرات الأحمدية في بيان الآيات الشرعية، سورة البقرة : آية ٢٩، ص22، دار الكتب العلمية، بيروت، 2010م)

[15] جمہور احناف کے نزدیک ایک صاع کی مقدار تقریباً ۲.۷ کلوگرام (یا ۵.۹ پاؤنڈ) کے برابر ہوتی ہے۔ یہ مقدار عام طور پر گندم یا اس کی مانند اجناس کے لیے شمار کی جاتی ہے۔ کچھ روایات میں یہ مقدار تھوڑی کم یا زیادہ ہو سکتی ہے، لیکن عام طور پر یہی مقدار تسلیم کی جاتی ہے۔

[16] احناف کے نزدیک طعام قَلیل (یعنی تھوڑی مقدار) کے حوالے سے ربا کے باب میں خاص مقدار کی وضاحت کی گئی ہے۔ ان کے مطابق، چھ اجناس (جو ربا کے حکم میں شامل ہیں) میں سے طعام قَلیل کی مقدار یہ ہے:

۱. گندم: ۲ درہم (تقریباً ۲۵۰ گرام)، ۲. جو: ۲ درہم، ۳. کھجور: ۵ درہم (تقریباً ۶۰ گرام)، ۴. نمک: ۵ درہم، ۵. چاول: ۲ درہم، ۶. کشمش: ۵ درہم

یہ مقدار طعام قَلیل کہلاتی ہے، جس کا مطلب ہے کہ اگر یہ اجناس تھوڑی مقدار میں ہوں، تو ان پر ربا کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔ طعام قَلیل کی یہ مقدار کم ہونے کی وجہ سے اس کا تبادلہ سود کے زمرے میں نہیں آتا، بشرطیکہ ان اجناس کا تبادلہ نقد ہو یا مقدار برابر ہو۔ اگر ان اجناس کی مقدار اس حد سے بڑھ جائے تو پھر ان پر ربا کے اصول لاگو ہوں گے، یعنی ان کا تبادلہ صرف برابر مقدار میں ہی جائز ہوگا۔

[17] (كشف الأسرار شرح المصنف علي المنار مع شرح نو ر الأنوار علي المنار، 2/ 242، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

حرام ہیں اور آخری حلال ہے اور طعامِ قَلیل (تھوڑے کھانے) کا ذکر نہ مُسْتَثْنیٰ میں ہے نہ مُسْتَثْنیٰ منہ[18] میں پس قَلیل (تھوڑی مقدار) اپنی اصل پر رہا اور وہ اِباحَتِ اَصلیَّہ ہے پس ایک مُٹھی کی بیع (خرید و فروخت) ایک مُٹھی اور دو مُٹھی دونوں کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

(۹) تلویح، صفحہ ۳۰۲ پر علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

إِذَا جَمَعَ بَيْنَ خِصَالِ الْكَفَّارَةِ، فَإِنَّ الْإِتْيَانَ بِالْمَأْمُورِ بِهِ إِنَّمَا يَكُونُ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهَا، وَجَوَازُ غَيْرِهَا إِنَّمَا هُوَ بِحُكْمِ الْإِبَاحَةِ الْأَصْلِيَّةِ، حَتَّى لَوْ لَمْ تَكُنْ لَمْ يَجُزْ.[19]

ترجمہ: جب خِصالِ کُفّارہ[20] (کُفّارے کا طریقہ) کو جمع کر لیا جائے تو ماموربہ (مطلوب) کا حُصول تو صرف ایک صُورت میں ہو گا اور باقی خِصال ہو جائز ہونا اِباحَتِ اَصلیَّہ کی بناء پر ہے حتیٰ کہ اگر اِباحَتِ اَصلیَّہ نہ ہوتی تو جائز نہ ہوتا۔

فائدہ: اِس اِستدلال کی توضیح (وضاحت) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسَم کے کَفّارہ میں فرمایا کہ دَس مَساکین کو کھانا کِھلایا جائے یا اُنہیں کپڑے پہنائے جائیں یا غلام آزاد کیا جائے۔ اب اِن تین میں سے کسی ایک پر عمل کر لیا جائے تو کُفّارہ ادا ہو جائے گا لیکن اگر کوئی باقی دو پر عمل کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں علامہ (تفتازانی) فرماتے ہیں چونکہ اَشیاء میں اصل اِباحَت ہے اِس لئے باقی پر عمل کرنا بھی جائز ہے اور اگر اِباحَتِ اَصلیَّہ نہ ہوتی تو جائز نہ ہوتا۔

(۹) علامہ بہاری درسی کتاب مُسلَّم الثبوت میں فرماتے ہیں:

الْإِبَاحَةُ حُكْمٌ شَرْعِيٌّ؛ لِأَنَّهَا خِطَابُ الشَّرْعِ تَخْيِيرًا، وَالْخِطَابُ هُوَ الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ. وَالْإِبَاحَةُ الْأَصْلِيَّةُ نَوْعٌ مِنْهُ، أَيْ مِنَ الْخِطَابِ بِالتَّخْيِيرِ؛ لِأَنَّ كُلَّ مَا عُدِمَ فِيهِ الْمُدْرِكُ الشَّرْعِيُّ لِلْحَرَجِ فِي فِعْلِهِ وَتَرْكِهِ، فَذَلِكَ، أَيْ عَدَمُ الْمُدْرِكِ الشَّرْعِيِّ لَهُمَا، مُدْرِكٌ شَرْعِيٌّ لِحُكْمِ الشَّارِعِ بِالتَّخْيِيرِ، إِلَى آخِرِهِ، فَهِيَ لَا تَكُونُ إِلَّا بَعْدَ الشَّرْعِ، خِلَافًا لِبَعْضِ الْمُعْتَزِلَةِ..[21]

ترجمہ: اِباحَت حکم شَرعی ہے کیونکہ یہ شَرع کا تَخییری (مُنتَخب کردہ) خِطاب ہے اور اِباحَتِ اَصلیَّہ اِس خِطاب کی ایک قِسم ہے اِس لئے کہ وہ ہر چیز جس میں فِعل تا ترک (چھوڑنے) پر ضَرَر (نُقصان) کی دَلیل شَرعی نہ پائی جائے پس اِس کا عَدَمِ وِجدان (نہ پایا جانا) ہی شارع ﷺ کے حکمِ اِباحَت پر دَلیل شَرعی ہے پس اِباحَتِ اَصلیَّہ کا حُکم ثابت نہیں ہو گا مگر وُرودِ شَرع کے بعد بخِلاف بعض مُعتزِلَہ کے۔

فائدہ: اِن تَصریحات (تشریحات) سے اندازہ لگانا آسان ہو گا کہ دیوبندی حَنَفی برائے نام (نام کے حنفی) ہیں ورنہ در حقیقت یہ مُعتزِلَہ و خوارِج کی شاخ ہیں۔ فقیر نے "اَبلیس تا دیوبند" میں تفصیل لکھی ہے۔ اِس کا نمونہ یہی مسئلہ ہے کہ جُمہور اَحناف کا مذہب "اصل الاَشیاء اباحة" ہے اور مُعتزِلَہ میں بھی وہ جن کے مَذہَب میں ناکارہ چند معدودے (گنے چُنے) جُہلاء (اَن پڑھ) تھے اُن کا مَذہَب تھا۔ دیوبندیوں نے مَحض اَہلِ سنّت کی ضد کی وجہ سے اُن ناکارہ (نکمے) جاہِلوں کا مَذہَب اختیار کر لیا یہ ایسے ہے جیسے قیامت میں اِبلیس کہے گا کہ جہنّم میں رہنا منظور ہے لیکن آدم علیہ السلام سے صُلح نہیں ہو سکتی۔ (روح البیان پارہ ۱)

بابِ چہارُم (چوتھا باب): تَصریحاتِ فُقَھاءِ کرام

عِباراتِ فُقَہاءِ کرام (فُقہاءِ کرام کی عبارات پیش کرنے) سے پہلے چند قَواعِد ضروری ہیں:

---

[18] طعامِ قلیل کا ذکر نہ مستثنیٰ یعنی حدیث میں موجود حرفِ استثناء (اِلّا) کا مابعد (فی حالِ المساواۃ) میں ہے اور نہ ہی مستثنیٰ منہ یعنی (اِلّا) کا ماقبل (فی حال من الاحوال) میں۔

[19] (شرح التلويح على التوضيح لمتن التنقيح في أصول الفقه،قوله : (وقد تكون للإباحة)، 1/ 207، دار الكتب العلمية، بيروت، 2012م)

[20] وہ مخصوص اعمال یا طریقے ہیں جن کے ذریعے کفارہ ادا کیا جاتا ہے۔ کفارہ اُس گناہ یا غلط عمل کی سزا یا عذاب کا ازالہ کرنے کے لیے ہوتا ہے، جو کسی مخصوص حکم کی خلاف ورزی کی صورت میں آتا ہے۔

[21] (فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، المقالة الثانية في الأحكام،مسألة الإباحة حكم شرعي لأنه خطاب الشرع ، 1/ 91، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۱) علمائے اَہلِ سنّت نے زمانۂ فَترت[22] میں وُرودِ شَرع (شَریعت کے وارد ہونے) سے قبل (پہلے) کسی قِسم کے حکم کو نہیں فرمایا پس عُلَماءِ اَہلِ سنّت کا اِس میں اِختِلاف ہے کہ اَشیاء اصل میں مُباح تھی یا مَمنوع، لیکن وہ اِس زمانہ کے لوگوں کو اِباحَت یا حُرمَت کے حکم سے مکلَّف نہیں کرتے بخلاف مُعتزِلَہ کے کیونکہ وہ زمانۂ فَترت میں بھی اِباحَت وغیرہ کا حکم مانتے ہیں اور اُس دَور کے لوگوں کو اِس حکم کا مکلَّف سمجھتے ہیں۔

فائدہ: جہاں مُطلَق لکھا ہوتا ہے کہ مُعتزِلَہ کے نزدیک اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے وہ وُرودِ شَرع سے پہلے کے مُطلَق ہے اِس سے ہمارا (اَہلِ اسلام) کا کیا تعلق۔ عُموماً چالاک دیوبندی اِسی قاعدہ سے فائدہ اُٹھا کر بہکاتے ہیں کہ أَصْلُ الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ. تو مُعتزِلَہ تین مَذہب ہیں:

(۱) جُمہور اَحناف وشَوافِع (۲) خَطر بعض مُعتزِلَہ (۳) توقُّف دوسرے بعض مُعتزِلَہ

چنانچہ بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ

وَإِنَّمَا هٰذَا، أَيْ: الْقَوْلُ بِالْإِبَاحَةِ الْأَصْلِيَّةِ، بِنَاءً عَلَىٰ زَمَانِ الْفَتْرَةِ قَبْلَ شَرِيعَتِنَا، يَعْنِي إِذْ لَا إِبَاحَةَ حَقِيقَةً، بَلْ بِمَعْنَىٰ نَفْيِ الْحَرَجِ، وَلَعَلَّ الْمُرَادَ مِنَ الْأَفْعَالِ مَا عَدَا الْكُفْرَ وَنَحْوَهُ، فَإِنَّ حُرْمَتَهُمَا فِي كُلِّ شَرْعٍ بَيِّنَةٌ ظُهُورًا تَامًّا.[23]

ترجمہ: اور یہ بات یعنی اِباحَتِ اَصلیَّہ کا قول ہماری شَریعَت سے قبل (پہلے) زمانۂ فَترَت پر مَحمول ہے اور اِباحَت بھی بَایں معنیٰ (اس معنی پر) کہ حرج کوئی نہ ہوگا اور شاید کہ مُراد اَفعال سے کفر وغیرہ کے علاوہ ہے کیونکہ کفر وغیرہ کی حُرمَت پر ہر ایک شَریعَت میں واضِح اور غیر مُبہَم طور پر بیان کی گئی۔ (فواتح الرحموت)

یہی علامہ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الْإِبَاحَةُ حُكْمٌ شَرْعِيٌّ؛ لِأَنَّهَا خِطَابُ الشَّرْعِ تَخْيِيرًا، وَالْخِطَابُ هُوَ الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ، وَالْإِبَاحَةُ الْأَصْلِيَّةُ نَوْعٌ مِنْهُ، أَيْ مِنَ الْخِطَابِ بِالتَّخْيِيرِ؛ لِأَنَّ كُلَّ مَا عُدِمَ فِيهِ الْمُدْرَكُ الشَّرْعِيُّ لِلْحَرَجِ فِي فِعْلِهِ وَتَرْكِهِ، فَذَلِكَ – أَيْ عَدَمُ الْمُدْرَكِ الشَّرْعِيِّ لَهُمَا – مُدْرَكٌ شَرْعِيٌّ لِحُكْمِ الشَّارِعِ بِالتَّخْيِيرِ، وَالْإِبَاحَةُ الْأَصْلِيَّةُ لَا تَكُونُ إِلَّا فِي مَوْضِعِ عَدَمِ الْمُدْرَكِ الشَّرْعِيِّ لِلْحَرَجِ فِي الْفِعْلِ وَالتَّرْكِ، بَلْ بِحُكْمٍ بِخُصُوصِهِ أَصْلًا، فَهُنَاكَ مُدْرَكٌ شَرْعِيٌّ لِلْحُكْمِ بِالتَّخْيِيرِ، فَالْإِبَاحَةُ الْأَصْلِيَّةُ فِيهَا حُكْمٌ بِالتَّخْيِيرِ، فَهِيَ لَا تَكُونُ إِلَّا بَعْدَ الشَّرْعِ، خِلَافًا لِبَعْضِ الْمُعْتَزِلَةِ، فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ بِالْإِبَاحَةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْأَحْكَامِ قَبْلَ الشَّرْعِ.[24]

ترجمہ: اِباحَت حکم شَرعی ہے کیونکہ شَرع کا ایسا خِطاب ہے جس میں کرنے کا اِختیار ہے اور اِباحَتِ اَصلیَّہ اِسی خِطابِ تَخْیِیری کی ایک قِسم ہے کیونکہ وہ ہر شے (چیز) جس میں فعل پر ضَرر کی کوئی شَرعی دَلیل نہ پائی جائے تو عَدَمِ وِجدان (نہ پایا جانا) اِس اَمر کی شَرعی دَلیل ہے کہ شارِع ﷺ نے یہاں اِختیار کا حکم دیا ہے اور اِباحَتِ اَصلیَّہ کا حکم اُسی جگہ ہوگا کہ فعل یا ترک پر ضَرر کی کوئی خُصوصی دَلیل نہ پائی جائے پس یہ عَدَمِ وِجدان (نہ پایا جانا) اِس اِباحَت کے حکم پر شَرعی دَلیل قرار پائیگا اور اِسی اِباحَتِ اَصلیَّہ کا حکم وُرودِ شَرع کے بعد ثابت ہوگا بخلاف مُعتزِلَہ کے کیونکہ وہ اِباحَت اور اَحکام کو وُرودِ شَرع سے قبل مانتے ہیں۔

(فواتح الرحموت، صفحہ ۱۰۵)

(۱) حضرت امام شامی رحمۃ اللہ رد المحتار، جلد ۱، صفحہ ۹۹، سُنَنِ وُضو کی بَحث میں فرماتے ہیں:

وَصَرَّحَ فِي التَّحْرِيرِ بِأَنَّ الْمُخْتَارَ أَنَّ الْأَصْلَ الْإِبَاحَةُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ[25]

---

[22] یعنی وہ زمانہ جس میں وحی کا سلسلہ رک گیا ہو۔

[23] (فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، المقالة الثانية في الأحكام،مسألة [معرفة الحكم قبل البعثة]، 1/ 42، دار الكتب العلمية، بيروت)

[24] (فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، المقالة الثانية في الأحكام،مسألة الإباحة حكم شرعي لأنه خطاب الشرع ، 1/ 91، دار الكتب العلمية، بيروت)

[25] (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الطهارة، سنن الوضوء، 1/ 105، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر،الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

ترجمہ: تحریر میں صَراحۃً بیان فرمایا کہ پسندیدہ تر یہ ہی ہے کہ جُمہور حَنَفِیَّہ و شافِعِیَّہ کے نزدیک اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ یہ ہی صحیح تر ہے کہ اصل ہر چیز میں اِباحَت ہے۔ حُرمَت تو مُمانَعت کے عارِضہ (لاحق ہونے) سے ہوگی۔ اِسی درالمختار میں اِس جگہ سے کچھ آگے ہے۔

(۲) اور فرمایا: وَبِهِ عُلِمَ أَنَّ قَوْلَ الشَّارِحِ فِي بَابِ اسْتِيلَاءِ الْكُفَّارِ أَنَّ الْإِبَاحَةَ رَأْيُ الْمُعْتَزِلَةِ فِيهِ نَظَرٌ

ترجمہ: اِس سے معلوم ہوا کہ شارح (صاحِب درالمختار) کا یہ قول ہے کہ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے مُعتَزِلَہ کا قول ہے۔ اِس میں سخت اِعتراض ہے یعنی صحیح نہیں۔

(۳) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب مَسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کسی شخص کو شراب پینے یا سُوّر کھانے پر کسی ظالم نے مجبور کیا مگر اُس نے نہ مانا ظالم نے اُسے قتل کر دیا تو یہ شخص گناہ گار ہوگا۔ عبارت یہ ہے: خِفْت أَنْ يَكُونَ آثِمًا؛ لِأَنَّ أَكْلَ الْمَيْتَةِ وَشُرْبَ الْخَمْرِ لَمْ يُحَرَّمَا إلَّا بِالنَّهْيِ عَنْهُمَا

ترجمہ: مجھے خوف ہے کہ یہ گنہگار ہونگے مُردار کھانے اور شراب پینے کی حُرمَت اُن کی مُمانَعت کی وجہ سے ہی آئی ہے۔

اِس کی مزید تفصیل آئے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

فائدہ: مُسلَّم الثُّبوت اور اُس کے شارِح بَحرُ العلوم کے کلام سے یہ حقیقت تابناک (روشن) ہوگئی کہ اِباحَتِ اَصلیَّہ کا حکم وُرودِ شَرع کے بعد ثابت ہوتا ہے۔

اِزالہ وَھَم: حافِظ عبد الرحمن بن رجب الحنبلی (المتوفی ۷۹۵ھ) وغیرہ نے اِس کی تَصرِیح (وضاحت) کی ہے کہ وُرودِ شَرع سے پہلے اَشیاء کی اِباحَت و حُرمَت وغیرہ کا اِختِلاف اور ہے اور بعد کا اِختِلاف جُدا ہے اِن دونوں کا ایک قرار دینا بالکل غلط ہے۔[26] (جامع العلوم والحکم، صفحہ ۲۴۹)

اِس تمہید (ابتدائی گفتگو) کے بعد اب عباراتِ فُقَہاء اور تَصرِیحات (توضیحات) مُلاحَظہ ہو:

فائدہ: اِس سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ شخص اِس لئے گناہگار ہے کہ اِس أَصْلُ الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ. پر عمل نہ کیا۔

(۴) چنانچہ علامہ شامی نے یہ عبارت نقل فرما کر فرمایا: فَجَعَلَ الْإِبَاحَةَ أَصْلًا وَالْحُرْمَةَ بِعَارِضِ النَّهْيِ.[27] (صفحہ ۹۹)

ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اِباحَت کو ہر شے میں اصل مانا اور حُرمَت کو مُمانَعت (منع کرنے) کے عارِضہ (لاحق ہونے) سے مانا۔

(۵) اُصول بزدوی میں اِباحَتِ اَصلیَّہ کی بہت صاف تَصرِیح ہے فرماتے ہیں:

بَعْدَ وُرُودِ الشَّرْعِ الْأَمْوَالُ عَلَى الْإِبَاحَةِ بِالْإِجْمَاعِ مَا لَمْ يَظْهَرْ دَلِيلُ الْحُرْمَةِ؛ لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى أَبَاحَهَا بِقَوْلِهِ {خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا} [البقرة: ۲۹][28] (شامی، جلد ۳)

ترجمہ: شَریعَت کے آنے کے بعد بالاتفاق تمام مال اصل اِباحَت پر ہیں جب تک کہ حرام ہونے کی دَلیل نہ ملے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنے قول (فرمان) سے مُباح فرمایا: خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا **ترجمہ:** جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے بنایا (البقرۃ:۲۹)

فائدہ: اِس سے مَعلوم ہوا کہ تمام اُمَّتِ مُسلِمَہ اِس پر مُتَّفِق ہے کہ شَریعَتِ اِسلامِیَّہ کے نُزول پر تمام چیزیں اصل میں مُباح (جائز) ہیں جب تک کہ حُرمَت کی دَلیل نہ ملے ہاں اِختِلاف نُزولِ شَریعَت سے پہلے کے مُتعلِّق ہے کہ اِسلام آنے سے پہلے چیزیں بذاتِ خود (اپنے طور پر) حرام تھیں یا حلال یا مَسکوت[29]۔

---

[26] (جامع العلوم والحكم، الحديث الثلاثون، ص632، دار ابن كثير، دمشق – بيروت، الطبعة: الأولى، 1429 هـ – 2008 م)

[27] (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الطهارة، سنن الوضوء، 1/ 105، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

[28] (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الجهاد، باب استيلاء الكفار على بعضهم بعضا أو على أموالنا، 4/ 161، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

[29] (یعنی وہ احکام جن کا حلال یا حرام ہونا واضح نہ ہو۔

(٦) تحریر ابن ہمام میں اِس مسئلے کی اور وضاحت ہے فرماتے ہیں: الْمُخْتَارَ أَنَّ الْأَصْلَ الْإِبَاحَةُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ[30]

(از شامی، جلد سوم)

ترجمہ: جُمہور حَنَفِیَّہ و شافِعِیَّہ کے نزدیک یہی مختار ہے کہ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے۔

(٧) شرح اُصول بَزدوی میں علامہ اَکمل فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ أَصْحَابِنَا وَأَكْثَرُ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ إِنَّ الْأَشْيَاءَ الَّتِي يَجُوزُ أَنْ يَرِدَ الشَّرْعُ بِإِبَاحَتِهَا وَحُرْمَتِهَا قَبْلَ وُرُودِهِ عَلَى الْإِبَاحَةِ، وَهِيَ الْأَصْلُ فِيهَا حَتَّى أُبِيحَ لِمَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ الشَّرْعُ أَنْ يَأْكُلَ مَا شَاءَ وَإِلَيْهِ أَشَارَ مُحَمَّدٌ فِي الْإِكْرَاهِ حَيْثُ قَالَ: أَكْلُ الْمَيْتَةِ وَشُرْبُ الْخَمْرِ لَمْ يُحَرَّمَا إِلَّا بِالنَّهْيِ، فَجَعَلَ الْإِبَاحَةَ أَصْلًا وَالْحُرْمَةَ بِعَارِضِ النَّهْيِ، وَهُوَ قَوْلُ الْجُبَّائِيِّ وَأَبِي هَاشِمٍ وَأَصْحَابِ الظَّاهِرِ. وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَبَعْضُ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ وَمُعْتَزِلَةُ بَغْدَادَ: إِنَّهَا عَلَى الْحَظْرِ وَقَالَتْ الْأَشْعَرِيَّةُ وَعَامَّةُ أَهْلِ الْحَدِيثِ: إِنَّهَا عَلَى الْوَقْفِ حَتَّى أَنَّ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ الشَّرْعُ يَتَوَقَّفُ وَلَا يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَإِنْ تَنَاوَلَ لَمْ يُوصَفْ فِعْلُهُ بِحِلٍّ وَلَا حُرْمَةٍ ملخصاً۔[31] (شامی)

ترجمہ: ہمارے اکثر اَصحابِ اَحناف اور اکثر شَوافع کہتے ہیں کہ وہ اَشیاء کی اِباحَت و حُرمَت شَریعَت کے آنے سے پہلے مُباح تھیں حتیٰ کہ جس کو اَحکامِ شَرعِیّہ نہ پہنچے ہوں اُسے جائز ہے کہ جو چاہے کھائے اُس کی طرف امام محمد نے کتاب الاکراہ میں ارشاد فرمایا کہ فرمایا مردار کھانا، شراب پینا مُمانَعتِ شَرعِیّہ کی وجہ سے حرام ہوئیں اُنہوں نے اِباحَت کو اصل اور حُرمَت کو مُمانَعت کے عارِضہ (لاحق ہونے) سے مانا اور ہمارے شَوافِع کے بعض حضرات اور مُعتزِلَہ بغداد اُنہیں ممنوع کہتے ہیں اور عام اَہلِ حدیث و اَشاعِرہ توقُّف فرماتے ہیں کہ جس کو اَحکامِ شَرعِیّہ نہ پہنچے وہ کچھ نہ کھائے اگر کچھ کھائے گا تو اُس کا یہ کھانا حرام و حلال نہیں کہا جائے گا۔

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ نُزولِ شَریعَت کے بعد تو تمام مسلمانوں کا اِس پر قطعی اِجماع ہے کہ تمام نُصوصِ قَطعِیّہ[32] (یقینی دلائل) کی مُمانَعت کی وجہ سے حرام ہونگی۔ اِختِلاف اِس میں ہے کہ اَحکام کے نُزول (نازل ہونے) سے پہلے یا جسے اَحکامِ شَرعِیّہ نہ پہنچے ہوں اُس کے لئے چیزیں حلال ہیں یا حرام۔ اکثر عُلَماء فرماتے ہیں کہ حلال ہیں کہ وہ جو بھی کچھ کھائے مُجرِم نہ ہوگا اور بعض فرماتے ہیں حرام ہیں اور بعض توقُّف (خاموشی اختیار) کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جو اکثر ہیں وہ سُنّی ہیں حَنفی اور شَوافِع اور اکثر مُعتزِلَہ اور بعض یعنی چند مُعتزلی حرام اور توقُّف (خاموشی اختیار) کرتے ہیں۔ دیوبندی اور وہابی اُنہی کے اَقوال لیتے ہیں الحمد للّٰہ ہم سُنّی بَریلوی پہلا قول لیتے ہیں۔

(٩) نورالانوار، بحث تعارض، صفحہ ۲۰۱ میں ہے: وَذَلِكَ لِأَنَّ الْإِبَاحَةَ أَصْلٌ فِي الْأَشْيَاءِ.[33]

ترجمہ: مُحرِّم کا مُباح پر ترجیح پانا اِس لئے کہ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے۔

(٩) اِسی نورالانوار میں کچھ آگے ہے: وَهٰذَا أَصْلٌ كَبِيرٌ لَنَا، يَتَفَرَّعُ عَلَيْهِ كَثِيرٌ مِنَ الْأَحْكَامِ.[34]

---

[30] (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الطهارة، سنن الوضوء، 1/ 105، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

[31] (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الجهاد، باب استيلاء الكفار على بعضهم بعضا أو على أموالنا، 4/ 161، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

[32] (نصوصِ قطعیہ "وہ عبارتیں یا متون ہیں جو کسی بھی شک یا تذبذب سے آزاد ہوتی ہیں، جن کا مفہوم قطعی طور پر ثابت اور واضح ہوتا ہے۔ یہ وہ نصوص ہیں جن میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہوتا اور جن کی حقیقت یا مفہوم میں کوئی دورائے نہیں ہوسکتی۔ ان میں شامل ہیں قرآن کی آیات اور صحیح حدیثیں جن پر مکمل یقین کیا جاتا ہے۔

[33] (نور الأنوار في شرح المنار مع حاشيتي قمر الأقماروالسنبلي، السنة وأقسامها، تعارض الحظر والإباحة، 2/ 234، دار الكتب العملية، بيروت، 2017م)

[34] (نور الأنوار في شرح المنار مع حاشيتي قمر الأقماروالسنبلي، السنة وأقسامها، تعارض الحظر والإباحة، 2/ 408، دار الكتب العملية، بيروت، 2017م)

ترجمہ: یہ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہونا اَحناف کا بڑا قاعِدہ اور کُلیہ ہے جس پر بہت سے اَحکام جاری ہوتے ہیں۔

(۱۰) اُصول کی مشہور کتاب تفسیراتِ احمدیہ، صفحہ ۱۲ میں ہے:

وَإِنَّمَا جَعَلْنَا الْمُبِيحَ أَصْلًا، وَالْمُحَرِّمَ نَاسِخًا، بِنَاءً عَلَىٰ زَمَانِ الْفَتْرَةِ بَيْنَ عِيسَىٰ وَمُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَبْلَ شَرِيعَتِنَا، فَإِنَّهُ كَانَتِ الْإِبَاحَةُ أَصْلًا حِينَئِذٍ، ثُمَّ بُعِثَ نَبِيُّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ يُبَيِّنُ الْأَشْيَاءَ الْمُحَرَّمَةَ، وَبَقِيَ مَا سِوَاهَا حَلَالًا مُبَاحًا. [35]

ترجمہ: ہم اَحناف نے اِباحَت کو اصل اور مُحرِّم کو ناسخ (یعنی گزشتہ حکم جواز کو ختم کرنے والا) اُس زمانے کے لحاظ سے مانا ہے جو حضرت عیسیٰ و محمد مصطفی ﷺ کے درمیان ہے کہ ہماری شَریعَت سے پہلے اصل حالت اِباحَت تھی پھر ہمارے نبی ﷺ بھیجے گئے کہ حرام اَشیاء (چیزوں) کو بیان فرمائیں اُن کے سِوا سب حلال اور مُباح (جائز) ہیں۔

فائدہ: عِبارَتِ ہٰذا (اِس عبارت) نے بھی وہی بتایا جو تحریر ابن ہمام سے معلوم ہوگیا کہ اماموں کا اِختِلاف اسلام سے پہلے کے مُتعلّق ہے کہ اُس وقت تمام چیزیں حلال تھیں یا حرام۔ بعض نے فرمایا یعنی ہم اَحناف نے حلال تھیں۔ بعض نے حرام مانا مگر اسلام کے بعد تو ساری اُمَّتِ مُسلِمَہ اِس پر مُتَّفِق ہے کہ ہر چیز حلال ہے سِوا اُن اَشیاء (چیزوں) کے جو شَریعَت نے حرام فرمادیں۔

(۱۱) شامی نے جلد سوم، باب استیلاء الکفا، صفحہ ۲۳۷ میں فرمایا:

لِأَنَّ الْخِلَافَ الْمَذْكُورَ فِيهِ إِنَّمَا هُوَ قَبْلَ وُرُودِ الشَّرْعِ، وَصَاحِبُ الْهِدَايَةِ إِنَّمَا أَثْبَتَ الْإِبَاحَةَ بَعْدَ وُرُودِ الشَّرْعِ بِمُقْتَضَى الدَّلِيلِ. [36]

ترجمہ: اماموں کا مذکورہ اِختِلاف شَریعَتِ اِسلامیَّہ آنے سے پہلے ہے اور صاحِب ہدایۃ نے اِباحَت ثابت فرمائی شَریعَت کے تشریف لانے کے بعد، مباح ہونا دلیل کی بنیاد پر ہے۔

(۱۲) علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ الحدیقۃ الندیہ، صفحہ ۳۵۵ میں لکھا کہ

كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَدُلَّ الدَّلِيلُ عَلَىٰ حُرْمَتِهِ فَهُوَ مُبَاحٌ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ. [37]

ترجمہ: ہر وہ شے (چیز) کہ جس کی حُرمَت پر کوئی دَلیل نہ ہو تو وہ مُباح (جائز ہے) اِس لئے کہ اَشیاء میں اصل اِباحَت ہے۔

(۱۳) ہدایہ، جلد ۲، صفحہ ۱۰۷ میں ہے: الْأَصْلَ الْإِبَاحَةُ [38] **ترجمہ:** اصل اِباحَت ہے۔

(۱۴) الاشباہ والنظائر، صفحہ ۶۶ میں لکھا کہ إِنَّ الْإِبَاحَةَ أَصْلٌ [39] **ترجمہ:** بیشک اِباحَت اصل

(۱۵) ردالمحتار (شامی)، صفحہ ۶۰۴ میں لکھا گیا کہ الْمُخْتَارَ أَنَّ الْأَصْلَ الْإِبَاحَةُ [40] **ترجمہ:** مختار (راجح) قول یہ ہے کہ اصل اباحت ہے۔

فائدہ: باب الفقه کے آخر میں فقیر ایک قاعِدہ اُصول فقہ کا عرض کرتا ہے تا کہ اَہلِ عِلم اِس کا فیصلہ خود کر سکیں۔

---

[35] (التفسيرات الأحمدية في بيان الآيات الشرعية، سورة البقرة : آية ٢٩، ص22، دار الكتب العلمية، بيروت، 2010م)

[36] (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الجهاد، باب استيلاء الكفار على بعضهم بعضا أو على أموالنا، 4/ 161، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر،الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

[37] (الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية والسيرة الأحمدية، النوع الرابع والخمسون، سؤال الضيف مضيفه عن حل أو حرمة طعامه ونحوهو، الأصل في الأشياء، 4/ 306، دار الكتب العلمية ـ بيروت ، لبنان، الطبعة: 2011 م)

[38] (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الجهاد، باب استيلاء الكفار على بعضهم بعضا أو على أموالنا، 4/ 161، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر،الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

[39] (الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ عَلَى مَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ، القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها، قاعدة: الأصل في الأبضاع التحريم، ص57دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1419 هـ- 1999 م)

[40] (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الطهارة، سنن الوضوء، 1/ 105، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر،الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

نور الانوار بحث تعارض میں صفحہ ۱۲۷ پر ہے:

فَإِنَّهُمَا إِذَا اجْتَمَعَا فِي حُكْمٍ يَعْمَلُونَ عَلَى الْحَاظِرِ، وَيَجْعَلُونَهُ مُؤَخَّرًا دَلَالَةً عَنِ الْمُبِيحِ؛ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْإِبَاحَةَ أَصْلٌ فِي الْأَشْيَاءِ، فَلَوْ عَمِلْنَا بِالْمُحَرِّمِ كَانَ النَّصُّ الْمُبِيحُ مُوَافِقًا لِلْإِبَاحَةِ الْأَصْلِيَّةِ، وَاجْتَمَعَتَا، ثُمَّ يَكُونُ النَّصُّ الْمُحَرِّمُ نَاسِخًا لِلْإِبَاحَتَيْنِ مَعًا، وَهُوَ مَعْقُولٌ. بِخِلَافِ مَا إِذَا عَمِلْنَا بِالْمُبِيحِ؛ لِأَنَّهُ حِينَئِذٍ يَكُونُ النَّصُّ الْمُحَرِّمُ نَاسِخًا لِلْإِبَاحَةِ الْأَصْلِيَّةِ، ثُمَّ يَكُونُ النَّصُّ الْمُبِيحُ نَاسِخًا لِلْمُحَرِّمِ، فَيَلْزَمُ تَكْرَارُ النَّسْخِ، وَهُوَ غَيْرُ مَعْقُولٍ.

وَهٰذَا أَصْلٌ كَبِيرٌ لَنَا يَتَفَرَّعُ عَلَيْهِ كَثِيرٌ مِنَ الْأَحْكَامِ، وَهٰذَا عَلَىٰ قَوْلِ مَنْ جَعَلَ الْإِبَاحَةَ أَصْلًا فِي الْأَشْيَاءِ.. (41)

ترجمہ: جیسے دَلیلِ مُحرِّم (حرمت کی دَلیل) اور دَلیلِ مُبیح (جواز کی دَلیل) جب دونوں ایک حکم میں جمع ہو جائیں تو عُلَماء مُحرِّم (حُرمت) پر عمل کرتے ہیں اور اُسے دَلیلِ مَبیح (جواز کی دَلیل) سے پیچھے مانتے ہیں اور یہ اِس لئے کہ اِباحَت اصل ہے تمام چیزوں میں اگر ہم مُحرِّم دَلیل (حُرمت کی دَلیل) پر عمل کریں تو اِباحَت کی دَلیل اِباحَتِ اَصلیَّہ کے مُوافِق (مطابق) ہو جائے گی اور دونوں جمع ہو جائینگی پھر حُرمَت کی دَلیل اِن دونوں اِباحَتوں کی ایک تام ناسِخ (مکمل طور پر گزشتہ حکم کو ختم کرنے والا) ہو جائے گی یہ بات عقل میں بھی آتی ہے بَخِلاف اُس صُورت کے کہ ہم اِباحَت کی دَلیل پر عمل کرلیں کیونکہ اُس وقت حُرمَت کی دَلیل اِباحَتِ اَصلیَّہ کی ناسِخ بنے گی پھر اِباحَت کی دَلیل حُرمَت کی ناسِخ ہو گی تو نَسخ کی تکرار لازِم آئیگی اور یہ خِلافِ عقل ہے اور یہ ہمارا بڑا قاعِدہ ہے جس پر بہت سے اَحکام نِکلتے ہیں اور یہ قاعِدہ اُنہیں کے قول پر دُرُست ہو گا جنھوں نے اَشیاء (چیزوں) میں اِباحَت کو اصل مانا۔

فائدہ: علمِ اُصول والوں نے اصل اَشیاء (چیزوں) کو مُباح مانا اور اُسے اپنا بڑا قاعِدہ قَرار دیا اور اِس پر بہت سے مَسائل ثابت فرمائے۔ غرض کہ مَذہَبِ اَحناف کا اصل اُصول یہی قاعِدہ ہے جو انکار کرتا ہے وہ حَنَفِیَّت کی جڑ کاٹتا ہے۔ اِسی نور الانوار میں اُسی جگہ بڑی پُر لُطف بات وہ ہے جو اُس کی مُتَّصِل بیان فرمائی۔ چنانچہ فرماتے ہیں: وَقِيلَ: الْحُرْمَةُ أَصْلٌ فِيهَا. (42) **ترجمہ:** اور کہا گیا ہے کہ اَشیاء میں حُرمَت اصل ہے۔

وَقِيلَ: التَّوَقُّفُ أَوْلَىٰ حَتَّىٰ يَقُومَ دَلِيلُ الْإِبَاحَةِ أَوِ الْحُرْمَةِ. (43)

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ توَقُّف کرنا بہتر ہے۔ تا آنکہ (اِس لئے کہ) اِباحَت یا حُرمَت کی دَلیل قائم ہو جائے۔

فائدہ: اِن دونوں قُوتوں (طاقتوں) کو صاحِب نور الانوار نے اَحناف کے قول کے مقابلے میں بیان فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حُرمَت اور توَقُّف (خاموشی) کا قول کسی حَنَفی کا نہیں اور نہ ہی سارے مُعتَزِلَہ کا ہے بلکہ بعض مُعتَزِلَہ نے آیاتِ قُرآنیَّہ اور اَحادیثِ نَبَوِیَّہ سے ایک دَم آنکھیں بند کرکے یہ کہہ دیا ہے اور آج حَنفیوں کی بد نَصیبی سے خود حَنَفِیَّت کا دعویٰ کرنے والے دیوبندیوں نے اِس مسئلے کو اپنالیا۔ محض اپنے مَذہَبِ وہابیَّت ثابت کرنے کے لئے اور حَنَفی اُصول و ضَوابِط کو پسِ پُشت (پیٹھ کے پیچھے) ڈال دیا محض اِس ضد پر کہ سُنّی بریلوی کے اکثر مَسائل اِسی قاعِدہ پر مبنی ہیں اور یہ ضِد بھی اَصاغِر (اُن کے چھوٹے اور غیر معتبر مولویوں) نے کی ورنہ اُن کے اکابر (بڑے اور معتبر مولوی) حَنَفِیَّت کے دعویٰ کی وجہ سے اِس قاعِدے کے مُنکر (انکاری) نہ تھے اُن کی تَصریحات آتی ہیں اور ضد لے ڈوبے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی یہی نشانی بتائی ہے چنانچہ فرمایا:

وَ اِنۡ یَّرَوۡا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡا بِہَا ۚ وَ اِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ الرُّشۡدِ لَا یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا (پارہ ۹ رکوع ۷)(الاعراف:۱۴۶)

ترجمہ: اور اگر ہِدایت کی راہ دیکھیں اُس پر چلنا پسند نہ کریں اور اگر گمراہی کا راستہ پر نظر پڑے تو چلنے کو موجود ہو جائیں۔

---

(41) نور الأنوار في شرح المنار مع حاشيتي قمر الأقمار والسنبلي، السنة وأقسامها، تعارض الحظر والإباحة، 2/ 243، دار الكتب العلمية، بيروت، 2017م)

(42) نور الأنوار في شرح المنار مع حاشيتي قمر الأقمار والسنبلي، السنة وأقسامها، تعارض الحظر والإباحة، 2/ 244، دار الكتب العلمية، بيروت، 2017م)

(43) نور الأنوار في شرح المنار مع حاشيتي قمر الأقمار والسنبلي، السنة وأقسامها، تعارض الحظر والإباحة، 2/ 245، دار الكتب العلمية، بيروت، 2017م)

اب فیصلہ خود فرمالیں کہ ضد کریں تو جَہَنَّم میں جائیں مان لیں تو حق وہی ہے جو اَہلسنّت کہتے ہیں۔

عقلی دَلیل: شَریعَت کا معنی ہے ظاہر اور کھلا راستہ، **شَرْعَةٍ** سے ماخوذ ہے۔ طریقت و طریق بمعنی خاص راستہ جس پر ہر شخص نہ چل سکے خاص واقِف (جاننے والا) آدمی ہی اُس پر چلے۔ شَریعَت عام راستہ کی طرح ہے جس پر خاص و عام کو چلنے کا حکم ہے اُس میں کسی کی تَخْصیص (خُصوصیّت) نہیں تو جیسے عام راستہ پر چلنے کی اِجازت ہوتی ہے ایسے ہی شَریعَت پر لیکن جب اُس عام راستہ پر کسی وجہ سے رُکاوَٹ ڈالنی ہے تو بورڈ (BOARD) لٹکانا پڑتا ہے بغیر بورڈ لٹکائے اُس عام راستہ سے چلنے والے کو کوئی نہیں روک سکتا۔ ایسے ہی شَریعَت عام راستہ کی طرح ہر اَمْرِ اِباحَت (جائز کام) پر جائے گا۔ بوَقْتِ ضَرورَت (ضرورت کے وقت) رُکاوَٹ ڈالی جائے گی۔ اِسی رُکاوَٹ کا نام حَذَر (مُمانعَت) ہے اِس مِثال کے مُطابِق ہے کہ کوئی شخص کسی مُسافر کو شارِع ﷺ عام یعنی چلتی سڑک پر چلنے سے روکے تو مُسافِر کو حق ہے کہ اِس سے مُطالَبہ (تقاضا) کرکے کہ دِکھاؤ چلنے کی مُمانَعت (رُکاوَٹ) کا آرڈر کہاں ہے؟ لیکن اِس کے بر عکس روکنے والا کہے کہ دِکھاؤ کہ اِس سڑک پر چلنے کا آرڈر کہاں ہے تو وہ بے وَقوف ہے کیونکہ سڑک بنی ہی چلنے کے لئے ہے روکنے کے لئے آرڈر کی ضرورت ہے۔ (بقیہ صفحہ آخر پر)

بابِ پَنْجُم: اَکابِر (بڑے اور معتبر) مُخالِفین کا اِعْتِراف

دیوبندیوں کا امام اور شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ (المائدۃ: ۱۰۱) کے تحت صفحہ ۱۶۱ حاشیہ ۲ پر لکھتے ہیں:

"جو چیزیں شارِع ﷺ نے تَصریحاً بیان فرمائیں۔ اُن کے مُتعلّق فُضول اور دوراز کار (بے ربط) سوالات مت کیا کرو جس طرح تَحْلیل (حلال) و تَحریم (حرام) کے سِلْسِلہ میں شارِع ﷺ کا بیان مُوجِبِ ہِدایَت (لازمِ ہدایت) و بَصیرت (حکمت) ہے۔ اُس کا سُکوت (خاموشی اختیار کرنا) بھی ذَریعۂ رَحمَت و سُہولَت (آسانی) ہے۔ خُدا نے جس چیز کو کمالِ حِکمَت و عَدل سے حلال و حرام کردیا وہ حلال یا حرام ہوگئی اور جس سے سُکوت (خاموشی اختیار) کیا اُس میں گُنجائش اور تَوسیع (وُسعت) رہی۔ مُجتہدین کو اِجتِہاد کا مَوقِعہ ملا عمل کرنے والے اُس کے فِعل (کرنے) و ترک (نہ کرنے) میں آزاد رہے۔"[44]

(۲) حاشیہ ۳ پر لکھتے ہیں: "چنانچہ اِسی سے بعض عُلَماءِ اُصول نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے۔"[45]

فائدہ: ثابت ہوا کہ عُلَماءِ دیوبند کا بھی یہی عَقیدہ ہے کہ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے کہ جس کو شَریعَت حرام نہ کرے وہ حلال ہے۔

(۳) تھانوی کی مَشہور کتاب طریقہ مولود شریف مکتوب محبوب القلوب مصنف مولوی اشرف علی صاحِب تھانوی دیوبندی اِس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۲ پر ہے

"اُصولِ شَرعِیّہ (شرعی اُصول) میں سے اور نیز قَواعِدِ عَقلِیّہ (عقلی قاعدوں) میں سے یہ اَمَر مُسَلَّم (تسلیم شدہ) ہے کہ جو فعل نہ مامور بہ ہو نہ مُنْہیٰ عنہ یعنی نُصوصِ شَرعِیّہ میں نہ اُس کے کرنے کی تَرغیب ہو اور نہ اُس کے کرنے کی مُمانَعت، ایسا اَمَر مُباح (جائز) ہوتا ہے۔"[46]

(۴) صفحہ ۱۳ پر ہے کہ "عملِ مَولِد شریف بہ ہیئت وقیُودِ مَخصوصہ (مخصوص حالت اور قید کے ساتھ) ظاہر ہے کہ نہ کسی دَلیل شَرعی سے نامور بہ اور نہ کسی دلیل سے مَمنوع ہے تو فِي حَدِّ ذَاتِهِ. (بااعتبار ذات کے) مُباح (جائز) ٹھہرا الخ۔"[47]

---

[44] (تفسیرِ عثمانی از شبیر احمد عثمانی، المائدۃ:101، حاشیہ 2: بے ضرورت سوالات کی ممانعت، 1/576، دار الاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

[45] (تفسیرِ عثمانی از شبیر احمد عثمانی، المائدۃ:101، حاشیہ 3: بے ضرورت سوالات کی ممانعت، 1/577، دار الاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

[46] (مکتوب محبوب القلوب، طریقہ مولد شریف از اشرف علی تھانوی، ص 12، ناشر محمد اسحاق، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، یوپی)

[47] (مکتوب محبوب القلوب، طریقہ مولد شریف از اشرف علی تھانوی، ص 13، ناشر محمد اسحاق، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، یوپی)

(۵) اِسی کتاب کے صفحہ ۱۵ پر ہے "یعنی وہ اُن اَعمال کی فِي حَدِّ ذَاتِهَا (بااعتبار ذات کے) مکروہ و مَمنوع نہیں سمجھتے بلکہ اُن کو مُباح باباحَتِ اَصلیَّہ ومُستَحْسَن (اچھا) وبحُسنِ عقیدت ونیّت جانتے ہیں۔"[48]

(۶) اِسی کتاب کے صفحہ ۱۳ پر یہ ہے کہ "بعض اَفعالِ مُباحہ (جائز کام) تو ایسے ہوتے ہیں جن میں سراسر مَصْلِحَت (حکمت) ہی مَصْلِحَت (حکمت) ہے۔ اُس کے تومُستَحْسَن (اچھا) ہونے میں سب کا اتفاق ہوتا ہے۔"[49]

فائدہ: اِن عِبارات میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحِب نے صاف طور پر مانا ہے کہ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے اور جو چیز نہ شرعًا مامور ہو نہ مَمنوع وہ مُباح و جائز ہے اور اچھی نیّت سے کیا جائے تو مُستحَب و مستحسن (اچھا) ہے۔

(۷) مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ کَراہت تنزِیہ کے واسطے دوسری دَلیل اِثباتِ کَراہت کی حاجَت ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، جلد ۲، صفحہ ۱۷۶)

فائدہ: تفسیر مواہب الرحمن پارہ ۱ جلد ۱ صفحہ ۱۰۲ تحت آیت خَلَقَ لَكُمُ الخ میں ہے "اِسی واسطے عُلَماء کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا اُس میں اصل اِباحَت ہے یعنی اصل میں سب مُباح ہے پھر جس کسی چیز کی نِسبت (متعلّق) دَلیل خاص قائم ہو کہ اُس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے فقط یہی حرام ہو گی اور حلال ہونے کے واسطے دَلیل ڈھونڈنے کی ضَرورت نہیں کیونکہ وہ تو اِسی آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اَشیاء (چیزوں) کو آدمیوں کے نَفع کے لئے پیدا فرمایا ہے پس جب تک کسی چیز کی نسبت بالخصوص حرام کر دینے کی دلیل معلوم نہ ہو تب تک سب مباح ہے۔"

بابِ شَشُم (چھٹا باب): سوالات وجوابات

دیوبندیوں، وہابیوں کو ہر شے کے لئے حُرمَت، کَراہت پر اُنہیں کوئی آیت نہ مِل سَکی صِرف بَزُعمِ خویش حدیثیں پیش کی ہیں اور کچھ عُلَماء کے اَقوال مگر حدیث شریف میں ایسا دھوکہ دیا اور ایسی خیانت کی کہ خدا کی پناہ۔ اگر دیوبندیوں کا بس چلے تو قرآن مجید کو بھی مَسخ کر (مٹا) ڈالیں مگر کیا کریں کہ قرآن مجید کی حِفاظت رب تعالیٰ نے اپنے ذِمہ لے لی ہے۔ بے چارے مجبور ہیں اُن کی پیش کردہ اَحادیث مع جوابات مُلاحَظہ ہو:

سوال: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَمْرُ ثَلَاثَةٌ: أَمْرٌ بَيِّنٌ رُشْدُهُ فَاتَّبِعْهُ وَأَمْرٌ بَيِّنٌ غَيُّهُ فَاجْتَنِبْهُ وَأَمْرٌ اخْتُلِفَ فِيهِ فَكِلْهُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجل[50] (رواہ احمد)

ترجمہ: جناب رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کام تین قِسم کے ہیں ایک وہ جس کا ہِدایت ہونا واضح ہے سو اُس کی اِتّباع (پیروی) کرو اور دوسرا وہ کام کہ اُس کی گمراہی ظاہر ہو سو اُس سے اِجتناب کرو اور تیسرا وہ جس میں اِشتباہ (شک) واقع ہو اُس کا مُعاملہ خدا پر چھوڑ دو۔

یہ ترجمہ ایک فاضلِ دیوبند کا ہے اور اِس کا مَطلَب ہے موصوف نے یہ بتایا کہ جن چیزوں میں سُکوت ہو قرآن وسنّت میں اُن کا ذکر نہ ہو اُن میں خاموشی اختیار کرو کہ انہیں نہ حرام کہو نہ حلال۔

جواب: یہ ترجمہ بھی غلط ہے اور یہ مَطلَب بھی مکر و فریب ہے یہاں تو عَقائِد کا ذکر ہے جیسا کہ رُشْدُهُ اور غَيُّهُ معلوم ہوا کیونکہ گمراہی و رُشد (ہدایت) عَقائِد سے ہوتی ہے نہ کہ اَعمال سے۔ بے نمازی گناہ ہے بے نماز گمراہی نہیں۔ دوسرے اِس حدیث میں اِرشاد ہوا اخْتُلِفَ یعنی جس میں اِختِلاف کیا گیا اس کے

---

[48] (مکتوب محبوب القلوب، طریقہ مولد شریف از اشرف علی تھانوی، ص 15، ناشر محمد اسحاق، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، یوپی)

[49] (تفسیر مواہب الرحمان، البقرۃ: ۲۹، ص 102، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ہند)

[50] (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، 1/ 64، الحديث 183-[44]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

معنی نہ خاموشی ہیں نہ سکون۔ دَلائل یا عُلَماء کا اِختِلاف مُراد ہے یعنی بعض عقائِد وہ ہیں جن میں دَلائل یا اَقوالِ عُلَماء مُختلِف ہیں۔ کُفّار کے فوت شُدہ بچوں کا حکم کہ وہ جنّتی ہیں یا دوزخی یا آیاتِ مُتَشَابِہات۔ اِن میں ہم کو کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے حق تعالیٰ کے سُپُرد کرنا چاہیے۔ کہاں یہ مسئلہ اور کہاں اصل اَشیاء میں اِباحَت کا مسئلہ۔ یہ ہے دیوبندی علم چنانچہ اِس کی شرح مرقات، صفحہ ۲۰۹ پر ہے: وَيُحْتَمَلُ أَنْ يُرَادَ بِهِ اخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ.[51]

ترجمہ: یہ بھی اِحتِمال ہے کہ اِس سے مُراد عُلَماء کے دَلائل کا اِختِلاف ہے۔

اور فرمایا: وَقِيلَ: الْمُرَادُ مَا لَمْ يُبَيِّنْهُ الشَّرْعُ مِثْلَ الْمُتَشَابِهَاتِ.

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ اِس سے مُراد وہ عقائِد ہیں جنہیں شَریعت نے بیان نہ کیا جیسے آیاتِ مُتَشَابِہات۔

اور فرمایا: كَتَعْيِينِ وَقْتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَحُكْمِ أَطْفَالِ الْكَفَرَةِ **ترجمہ:** جیسے روزِ قِیامت کا مُقرّر کرنا اور کفار کے بچوں کا حکم۔

اِس حدیث کا ترجمہ حضرت شیخ عبدالحق صاحِب محدّث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں یوں کیا:

وحکمے دیگر است کہ اِختِلاف کردہ شدہ است واشتباہ است

ترجمہ: اور وہ حکم دیگر (دوسرا حکم) ہے اُس میں اِختِلاف ہو اور اُس کی ہِدایَت و گمراہی میں اِشْتِباہ (شک وشُبہ) ہو۔

فائدہ: اِن شُروح سے وہی بات معلوم ہوئی جو میں نے عرض کی۔ اِس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اصل اَشیاء میں اِباحَت نہیں ورنہ آیاتِ قرآنیہ سے مُخالفت لازم آئے گی۔

سوال: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا[52] (مشکوٰۃ صفحہ ۳۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کچھ فَرائِض تعیُّن (خاص) فرمائے ہیں سواُن کو مت ضائع کرو۔ اِن کچھ چیزوں کو حرام کردیا سواُن کی پردہ دری (بے پردگی) مت کرو اور کچھ حُدود مُقرَّر کئے ہیں سواُن سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے سُکوت (خاموشی اختیار) فرمایا بغیر بُھول کے پس اُن سے بحث نہ کرو اللہ تعالیٰ نے بغیر نسیان (بُھول) کے سُکوت (خاموشی اختیار) کیا ہے اُن سے بحث نہ کرو۔

فائدہ: اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جن چیزوں سے شَریعَت میں خاموشی ہے اُنہیں نہ حرام جانو نہ حلال بلکہ خاموشی اِختیار کرو۔

جواب: یہ مَطلَب کس لفظ سے حاصل ہوا۔ لَا تَبْحَثُوا عَنْهَا یعنی اُن سے بحث نہ کرو کا مَطلَب بالکل واضِح وظاہر ہے کہ ایسی خاموش چیزوں کی جھگڑے نہ کرو وہ تو مُباح ہیں اُن پر بے دھڑک (بے خوف) عمل کرو۔ اُس کی شرح میں وہ حدیث ہے جو اس مشکوٰۃ کے باب الاطعمہ میں مذکور ہے: وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ مُراد یہ ہے جس سے شرح نے سُکوت فرمایا اس کی معافی ہے۔ معافی کے معنی ظاہر ہیں کہ نہ ان کے کرنے پر پکڑ ہے اور نہ، نہ کرنے پر پکڑ۔ مُباح کے یہی معانی ہیں۔ اِن مَعانی کی تائید (حمایت) قرآن کریم کی وہ آیت فرمارہی ہے: عَفَا اللهُ عَنْهَا ط (المائدہ:۱۰۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اُن چیزوں کی معافی دے دی۔

---

[51] (مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثالث، 1/ 268، الحديث183، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ – 2002م)

[52] (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثالث، 1/ 69، الحديث197–[58]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

چنانچہ اِس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں: (فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا) أَيْ: لَا تُفَتِّشُوا عَنْ تِلْكَ الْأَشْيَاءِ، دَلَّ عَلَى أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: {هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا} [البقرة: ٢٩] [53]

ترجمہ: اُن چیزوں سے بحث نہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اُن کی کُرید (کھوج) نہ کرو۔ یہ حدیث اِس پر دلالت کرتی ہے اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے کیونکہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ رب نے تمام چیزیں تمہارے لئے بنائیں۔

اِس حدیث کی شرح میں شیخ عبد الحق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

که فراموشی بروے روا نه باشند بلکه رحمت کردد آسان ساخت کاشما۔

ترجمہ: رب تعالیٰ پر بھول چُوک ممکن نہیں بلکہ اُس نے تم پر رحم فرمایا تمہارے کام آسان فرمائے۔

فائدہ: شارِح نے فیصلہ فرمادیا کہ قرآن وحدیث میں بعض چیزوں سے خاموشی تم پر رحمت اور تمہارے کاموں کو آسان کرنے کے لئے ہے تاکہ تم بے تامُّل (بے دھڑک) ایسے کام کئے جاؤ تم پر کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ ملا علی قاری نے یہ حدیث اصل اَشیاء میں اِباحَت کی دَلیل قرار دی۔

سوال: أَصْلُ الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ. کے جواز سے بِدعات کا دروازہ کھلتا ہے فقہ کا قاعدہ ہے کہ جس عمل سے بُرائیوں کا دروازہ کھلے تو اُسے بند کرنا ضروری ہے۔

جواب: یہ ایک دھوکہ ہے بِدعَت کی صحیح معلومات رکھنے والا کبھی دھوکہ نہیں کھاسکتا البتہ جاہِل تو ویسے بھی اکثر اُمور (معاملات) میں دھوکہ کھاتا رہتا ہے اِس میں غلطی جُہلاء کی ہوگی نہ کہ اصل قاعِدہ۔ اگر وہابیوں کی یہی بات لی جائے تو شَرعی اُمور (اَحکام) میں جُہلاء (جاہل لوگ) ہزاروں غلطیاں کرجاتے ہیں تو اُس کا یہی معنیٰ کیا جائے کہ جُہلاء (جاہل لوگوں) کی وجہ سے شَرعی اُمور (اَحکام) ترک کر (چھوڑ) دیئے جائیں۔

سوال: حَنَفی فِقہ کی مُستَنَد کتاب درالمختار میں ہے: عَلَىٰ مَا هُوَ الْمَنْصُورُ مِنْ أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ التَّوَقُّفُ. [54]

ترجمہ: مذہَبِ مَنصور یہ ہے کہ اصل حالَت اَشیاء میں توقُّف (خاموشی اختیار کرنا) ہے۔

اِسی طرح اور چند کُتُب، فِقہ حَنَفِیَّہ میں بھی ہے۔

جواب:

(۱) درالمختار نے اِس قول کی تَردید (مُخالِفت) اُسی جگہ کردی جس کے حوالے ابھی گزر گئے۔

(۲) فُقہاء کرام کا یہ اِختِلاف کہ اصل اَشیاء میں اِباحَت ہے یا حُرمَت یا توقُّف نُزولِ شَریعَت سے پہلے کے مُتعلّق ہے کہ اسلام کی تشریف آوری (لانے) سے پہلے بجُز (سوائے) عقیدۂ توحید دیگر (دوسری) اَشیاء (چیزیں) حرام تھیں یا حَلال اُن کے مُتعلّق کچھ نہیں کہا جاسکتا جس کے حوالے پہلے گزر چکے ہیں اِس میں مذہَبِ حق یہ ہے کہ اصل اِباحَت ہے۔

(۳) وہ فِطرَت والے لوگ کسی چیز کے کھانے پینے پر مُجرِم نہ تھے نیز یہ اِختِلاف اُن اَموال کے مُتعلّق بھی ہے جن کی اِباحَتِ اَصلِیَّہ شَریعَتِ مُطَہَّرہ نے منسوخ فرمادی اُن میں حُرمَت اصل ہے یا اِباحَت یا توقُّف جیسے سُودی اَموال یا چاندی سونے کا اِستِعمال وغیرہ۔ اِس اِختلاف کو عام چیزوں سے تعلّق نہیں چنانچہ تفسیر احمدیہ میں ہے کہ فَيُمْكِنُ أَنْ يُسْتَدَلَّ بِهَا عَلَىٰ أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ۔ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ طَائِفَةٍ۔ بِخِلَافِ الْجُمْهُورِ،

---

[53] (مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثالث، 1/ 279، الحديث197-[58]، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ – 2002م)

[54] (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، كتاب الطهارة ، أركان الوضوء أربعة، ص20، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1423 هـ – 2002 م)

فَإِنَّ عِنْدَهُمْ الْأَصْلَ هُوَ الْحُرْمَةُ، وَلَا يَظْهَرُ ثَمَرَتُهُ إِلَّا فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «لَا تَبِيعُوا الطَّعَامَ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ»، فَإِنَّ عِنْدَنَا الْأَصْلَ هُوَ إِبَاحَةُ الرِّبَا حَتَّىٰ يَنْتَفِيَ عِنْدَ عَدَمِ الْقَدْرِ وَالْجِنْسِ، وَإِنَّمَا تَثْبُتُ الْحُرْمَةُ إِذَا وُجِدَتْ جَمِيعُ الشَّرَائِطِ. وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ: الْأَصْلُ هُوَ الْحُرْمَةُ فِي كُلِّ حَالٍ، وَالْمُسَاوَاةُ مُخَلِّصٌ مِنْهَا. [55]

ترجمه: ممکن ہے کہ اِس آیت سے اِس مسئلہ پر دَلیل قائم کی جائے کہ اصل اَشیاء میں اِباحت ہے جیسا کہ یہ ایک گروہ(جماعت) کا مذہب ہے بخِلاف جُمہور کے۔ اُن کے ہاں اصل حُرمَت ہے اِس اِختِلاف کا نتیجہ صرف حُضور ﷺ کے اُس فرمان میں ظاہر ہوگا کہ غلّہ نہ بیچو مگر برابر برابر۔ ہمارے ہاں سُود میں اصل اِباحَت ہے حتیٰ کہ معاف ہوتا ہے جِنس وزن کے برابر نہ ہونے پر حُرمَت جب ثابت ہوگی جبکہ سُود کے شرائِط پائے جائیں امام شافعی کے ہاں اُن میں اصل حُرمَت ہے برابری میں اِس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ۔

اور درسِ نظامی کی مشہور کتاب اور فقہ حنفی کی مدلل کتاب ہدایہ میں ہے: وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ: الطُّعْمُ فِي الْمَطْعُومَاتِ، وَالثَّمَنِيَّةُ فِي الْأَثْمَانِ، وَالْجِنْسِيَّةُ شَرْطٌ، وَالْمُسَاوَاةُ مُخَلِّصٌ، وَالْأَصْلُ هُوَ الْحُرْمَةُ عِنْدَهُ. [56] (ہدایہ باب الربا. حصہ ٣)

ترجمه: امام شافعی کے ہاں کھانوں میں مَطعومِیّت اور سونے چاندی میں ثَمنیّت مُعتبر ہے اور جِنسیّت شرط ہے۔ برابری سُود سے بچانے والی وہ اُن کے نزدیک حُرمَت ہے۔

فائده: سودی مال میں اِختِلاف یہ ہوا کہ ہمارے ہاں اِباحَت ہے اور شَوافع کے ہاں اصل حُرمَت۔ اِسی ہدایہ کتاب الکراھیة میں ہے:

وَالتَّخَتُّمُ بِالذَّهَبِ عَلَى الرِّجَالِ حَرَامٌ؛ لِمَا رَوَيْنَا. وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «نَهَىٰ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ». وَلِأَنَّ الْأَصْلَ فِيهِ التَّحْرِيمُ، وَالْإِبَاحَةُ ضَرُورَةُ الْخَتْمِ أَوِ النَّمُوذَجِ، وَقَدِ انْدَفَعَتْ بِالْأَدْنَىٰ، وَهُوَ الْفِضَّةُ. [57]

ترجمه: سونے کی اَنگوٹھی پہننا مردوں پر حرام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حُضور ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا اور اِس لئے کہ سونے چاندی میں اصل حُرمَت ہے اِباحَت مُہر لگانے یا نمونے کے لئے ہے اور وہ تو اَدنیٰ یعنی چاندی سے پوری ہوگی۔

فائده: ثابت ہوا کہ اصل حُرمَت ہونا یا مَسکوت(بے حکم)(توقُّف) ہونا سونے چاندی کے اِستعمال میں ہے۔ کُتُب(کتابیں) کیا فرما رہی ہیں اور یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔

نوٹ: یاد رہے کہ اِباحَتِ اَصلیّہ اَحناف کا ایسا ضروری اُصولی مَسئلہ ہے جس پر بہت سے شَرعی قاعدے مَبنی ہیں مثلاً علمِ اُصول کا قاعدہ ہے اگر مُحرّم اور مُبیح(حرام و جائز کے) دَلائل میں مُقابلہ ہو جائے تو مُحرّم(حرام) کو ترجیح ہوتی ہے، کیوں؟ اِس لئے تا کہ نَسخ دوبارہ نہ ماننا پڑے۔ اِس طرح کہ دَلیل مُحرّم(حرام کی دَلیل) اصل اِباحَت کو منسوخ کرے اور پھر یہ مُبیح(جواز کے) دَلیل کو منسوخ کرے اِس لئے ترجیح مُحرّم کو دو تا کہ نَسخ صرف ایک بار ہی ہو کہ علمِ اُصول کا قانون ہے کہ جب کسی کام کی فرضیّت منسوخ ہو جائے تو وہ اِباحَت جو فرض کے ضِمن میں ہے وہ بھی منسوخ ہو جاتی ہے کیونکہ اِباحَت جنس ہے اور فرضیّت نوع اور ظاہر ہے کہ نوع کے مٹنے سے اُس کے سارے اجزاء(حصے) جنس و فصل مٹ جائیں گے۔ زید مر گیا تو اُس کی جنس یعنی حیوان اور فصل یعنی ناطق سب ہی فنا ہو جائیں گے مگر پھر یہی چیز مُباح رہتی ہے کیوں؟ اِباحَت کے اصلی ہونے کی وجہ سے یعنی جو اِباحَت فرضیّت کے ضِمن میں تھی وہ تو فرضیّت کے ساتھ

---

[55] (التفسيرات الأحمدية في بيان الآيات الشرعية، سورة البقرة : آية29، ص22، دار الكتب العلمية، بيروت، 2010م)

[56] (الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب البيوع ، باب الربا، 3/ 61، دار احياء التراث العربي – بيروت – لبنان)

[57] (الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الكراهية ، فصل: في اللبس، 4/ 367، دار احياء التراث العربي – بيروت – لبنان)

منسوخ ہوگئی مگر اِباحَتِ اَصلِیَّہ نے پھر اُسے مُباح کر دیا۔ دیکھو عاشورہ کے دن کا روزہ شروعِ اسلام میں فرض تھا پھر اُس کی فرضیّت ماہِ رمضان کے روزوں سے منسوخ ہوگئی مگر پھر بھی یہ روزہ مُباح ہے۔[58] (نورالانوار مع حاشیہ)

سوال: جیسے وُجوب فرضیّت، سنیّت شَرعی اَحکام ہیں ایسے ہی اِباحَت وجواز بھی شَرعی حکم ہیں تو جیسے بغیر دَلیل کے فرضیّت یا وُجوب ثابت نہیں ہو سکتا ایسے ہی بغیر خاص دَلیل کے اِباحَت بھی ثابت نہیں ہو سکتی لہٰذا جب تک کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قول یا فعل نہ ملے اُسے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ (سنّت صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵)

الزامی جواب: اپنا یہ انوکھا قاعِدہ حرام، شرک، بِدعَت کے لئے بھول گئے مُخالِفین سارے کے سارے اور اُن کے پیشوا بے شمار مُستَحبّات کو صرف اِس لئے حرام، بِدعَت کہہ دیتے ہیں کہ زمانۂ نَبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں موجود نہ تھے۔ وہاں یہ نہیں فرماتے کہ جیسے فرضیّت کے لئے اَمر (واجبی حکم ہونا) ضروری ہے ایسے ہی حُرمَت کے لئے نہیں یعنی مُمانَعت لازم ہے ذرا قربان تو جاؤ اِس قاعدہ کے کہ اِباحَت جیسا ہلکا حکم تو بغیر صَریحی (واضح) فرمان یا فعلِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ثابت نہ ہو سکے مگر حُرمَت شرک وبِدعَت جیسے اہم اور انتہائی نازک مَسائِل صرف مُخالِفین کی جُنبِشِ قلم و جُنبِشِ لب سے ثابت ہو جاتے ہیں پھر جہاں خود ہزار بِدعات کرتے ہیں تو وہاں یہ حکم بدل جاتا ہے۔ مُردوں کے لئے ختمِ قرآن کرنا بِدعَت، حرام، شرک ہے اِس پر پیسہ لینا حرام ہے مگر دیوبند میں مصیبت کے مَوقعہ پر ختمِ بخاری کرانا پھر اُس پر رُوپیہ دینا دیوبندی عُلَماء وطلباء کو نہ حرام ہے نہ بِدعَت اور نہ شرک۔ یہ ہے اُن کی بے قیدی (آزادی) اور سینہ زوری (زور زبردستی)۔

تحقیقی جواب: یہ بالکل درست ہے کہ اِباحَت، وُجوب، فرضیّت، حُرمَت، کَراہت شَرعی اَحکام ہیں مگر جیسا حکم ویسی اُس کی دَلیل۔ فرضیّت وُجوب ایسے اہم حکم ہیں جن پر کفر وفِسق مُرتّب ہے اُن کے لئے بہت قَوی (مضبوط) دَلیل چاہیے کہ فرضیّت کے لئے دَلیلِ قطعی چاہیے جو قَطعِیُّ الاَلفاظ بھی ہو قَطعِیُّ الدَّلَالَت[59] بھی اور قطعی الطلب بھی اور وُجوب کے لئے ظنّی دَلیل بھی کافی ہوتی ہے مگر اِباحَت واِستِحبات نہایت ہی ہلکے حکم ہیں کہ اُن پر نہ کفر مُرتّب ہے نہ گمراہی نہ فِسق نہ عذاب کرے اچھا نہ کرے کچھ نہیں۔ لہٰذا اِباحَت کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ وہ شَرعاً ممنوع نہ ہو اور استِحباب کے لئے صرف اتنا کافی کہ بزرگانِ دین اچھا سمجھیں چنانچہ فقہ اَحناف کی اکثر کتب میں مُستَحب کی مسطور ہے چند حوالے مُلاحَظہ ہو۔

(۱) درالمختار میں مُستَحب کی تعریف میں فرمایا: وَمَا أَحَبَّهُ السَّلَفُ.[60] **ترجمہ:** مُستَحَب وہ بھی ہے جسے سَلفِ صالحین اچھا جانیں۔

(۲) نورالانوار شریف بحث اَحکام مشروعہ، صفحہ ۱۶۷ میں ہے: إِلَّا أَنَّ الْمُسْتَحَبَّ مَا أَحَبَّهُ السَّلَفُ.[61]

ترجمہ: مُستَحَب وہ جسے سلف صالحین اچھا سمجھیں۔

غرض کہ کُتبِ فِقہ واُصولِ فقہ سے ثابت ہے کہ مُستَحَب کے لئے مسلمانوں کا اچھا جاننا ہی کافی ہے۔

قاعِدہ: جیسا حکم ویسی دَلیل یعنی فرض کے لئے نَص ضروری ہے لیکن مُستَحَب کے لئے ایسا نہیں مثلاً زِنا کے لئے چار گواہ درکار (چاہئے)، عام مالی وسیاسی اَحکام کے لئے دو کافی اور رمضان کے چاند کے لئے ایک گواہ کی بھی ضرورت نہیں صرف ایک عادل مسلمان کی خبر کافی جب کہ مَطلَع (آسمان) صاف نہ ہو۔ ثابت ہوا کہ جیسا حکم ویسی دَلیل۔

سوال: حدیث صحیح: مَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ[62] عام مؤمن اُمتی إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (قیامت تک کے) مُراد نہیں بلکہ یہاں مومنوں سے مُراد صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں اور حدیث کا مَطلَب یہ ہے کہ جس کام کو صحابہ کرام علیہم الرضوان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے۔

---

[58] (نور الأنوار في شرح المنار مع حاشيتي قمر الأقمار والسنبلي،مثال أنواع القضاء في حقوق الله تعالى، 2/ 161، دار الكتب العملية، بيروت، 2017م)

[59]) یعنی الفاظ اور ان سے ثابت ہونے والا حکم دونوں واضح اور یقینی ہو۔

[60] (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار،كتاب الطهارة ، أركان الوضوء أربعة، ص22، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1423 هـ - 2002 م)

[61] (نور الأنوار في شرح المنار مع حاشيتي قمر الأقمار والسنبلي،العزيمة والرخصة، فصل والمشروعات علي نؤعين، 2/ 107، دار الكتب العملية، بيروت، 2017م)

[62] (موطأ مالك،باب: قيام شهر رمضان وما فيه من الفضل، ص91،الحديث241، المكتبة العلمية،الطبعة: الثانية، مَزِيدة منقحة)

جوابِ اِلزامی: یہ سوال ایسے غلط ہے جیسے سائِل (سوال کرنے والے) کا مذہب اِس لئے اگر حدیث شریف میں **الْمُؤْمِنُونَ** سے صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مُراد ہیں تو جتنے اَحکام قرآن وحدیث میں ہیں اُن میں سب کے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہوں کیونکہ جب اِس حدیث سے مُخالِفین کو غیرِ صحابہ اَہلِ ایمان گوارا نہیں تو باقی اَحکام عام کیوں اور یہ کوئی بھی نہیں کر سکتا تو جیسے دیگر اَحکام عام اَہلِ ایمان إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (قیامت کے دن تک) کے لئے ہیں تو یہ حدیث شریف بھی عام ہے جیسا کہ تمام مُحقّقِینِ اَہلِ اسلام کی تحقیق ہے۔

جوابِ تحقیقی: اِس بحث کا دار ومدار بِدعَت حَسَنہ (اچھی بِدعَت) کی تحقیق پر ہے اور بِدعَت حَسَنہ جُملہ (تمام) اَہلِ اِسلام کی قابِلِ عمل ہے خود مُخالِفین انکار کے باوُجود ہزاروں بِدعات کے مُرتکِب ہو رہے ہیں۔ اِس کے علاوہ مُحدِّثین کرام نے جو مفہوم بیان فرمایا مُلاحظَہ ہو:

علامہ ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ الْبِدْعَةُ بِدْعَتَان: بِدْعَةُ هُدًى، وَبِدْعَةُ ضَلَالٍ، فَمَا كَانَ فِي خِلَافِ مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ وَرَسُوْلِهِ صَلَى اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فَهُوَ فِي حَيِّزِ الذَّمِّ وَالْإِنْكَارِ، وَمَا كَانَ وَاقِعًا تَحْتَ عُموم مَا ندب اللهُ إِلَيْهِ وحَضَّ عَلَيْهِ اللهُ أَوْ رَسُولُهُ فَهُوَ فِي حَيِّزِ الْمَدْحِ، وَمَا لَمْ يَكُنْ لَهُ مِثَالٌ مَوْجُودٌ كَنَوْعِ مِنَ الْجُودِ وَالسَّخَاءِ وفعْل الْمَعْرُوفِ فَهُوَ مِنَ الْأَفْعَالِ الْمَحْمُودَةِ، وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ فِي خِلَافِ مَا وَرَدَ الشَّرْعُ بِهِ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جعل لَهُ فِي ذَلِكَ ثَوَابًا فَقَالَ «مَنْ سَنّ سُنة حسنة كَانَ لَهُ أجرها وأجر مَنْ عَمِل بِهَا» وَقَالَ فِي ضِدّه «وَمَنْ سَنَّ سُنة سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُها وَوِزْرُ مَنْ عَمِل بِهَا» وَذَلِكَ إِذَا كَانَ فِي خِلَافِ مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[63]. (ابن الاثیر)

اِس سے ثابت ہوا کہ جو (کام) مُخالِفِ شَرع ایجاد ہو وہ بِدعَت سَیِّہ (بُری بِدعَت) اور جو مُخالِف نہ ہو وہ بِدعَت محمودہ (اچھی بِدعَت) اور حَسَنہ ہے۔

اور فتاویٰ عالمگیری، جلد خامِس (پانچویں جلد) میں ہے: وَكَمْ مِنْ شَيْءٍ كَانَ إِحْدَاثًا وَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ[64]

(۲) شیخ عزالدین عبدالسلام نے آخر کتاب القواعِد میں فرمایا ہے:

الْبِدْعَةُ إِمَّا وَاجِبَةٌ كَتَعَلُّمِ النَّحْوِ لِفَهْمِ كَلَامِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَكَتَدْوِينِ أُصُولِ الْفِقْهِ وَالْكَلَامِ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ، وَإِمَّا مُحَرَّمَةٌ كَمَذْهَبِ الْجَبْرِيَّةِ وَالْقَدَرِيَّةِ وَالْمُرْجِئَةِ وَالْمُجَسِّمَةِ، وَالرَّدُّ عَلَى هَؤُلَاءِ مِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ لِأَنَّ حِفْظَ الشَّرِيعَةِ مِنْ هَذِهِ الْبِدَعِ فَرْضُ كِفَايَةٍ، وَإِمَّا مَنْدُوبَةٌ كَإِحْدَاثِ الرُّبُطِ وَالْمَدَارِسِ، وَكُلُّ إِحْسَانٍ لَمْ يُعْهَدْ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ الخ

وَإِمَّا مَكْرُوهَةٌ كَزَخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ وَتَزْوِيقِ الْمَصَاحِفِ يَعْنِي عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ وَأَمَّا عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ فَمُبَاحٌ، إِمَّا مُبَاحَةٌ كَالْمُصَافَحَةِ عَقِيبَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ أَيْ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ أَيْضًا، وَإِلَّا فَعِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ مَكْرُوهٌ، وَالتَّوَسُّعُ فِي لَذَائِذِ الْمَآكِلِ وَالْمَشَارِبِ[65]

اور یہ تقسیم بِدعَت کی ہیں کہ بعض بِدعَتیں واجِب ہیں اور بعض حرام اور بعض مُستحَب یعنی ثواب کی مستحق اور بعض بِدعَتیں مکروہ ہیں اور بعض بِدعَتیں یعنی اُن کے کرنے میں نہ ثواب نہ عذاب پس یہ تقسیم بِدعَت پانچ قسم پر مُسَلَّم (معتبر) اور قائم رکھی ہے۔

---

[63] (النهاية في غريب الحديث والأثر لإبن الأثير،باب الباء مع الدال، (بدع)، 1/ 106،المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م)

[64] (الفتاوى العالمكيرية = الفتاوى الهندية،كتاب الكراهية وهو مشتمل على ثلاثين بابا، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن، 5/ 323، المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر (وصَوّرتها دار الفكر بيروت وغيرها)،الطبعة: الثانية، 1310هـ)

[65] (قواعد الأحكام في مصالح الأنام، فصل في البدع ، 2/ 205، مكتبة الكليات الأزهرية – القاهرة، (وصورتها دور عدة مثل: دار الكتب العلمية - بيروت، ودار أم القرى - القاهرة)طبعة: جديدة مضبوطة منقحة، 1414 هـ - 1991 م)

(۳) علامہ برکلی نے طریقہ محمدیّہ میں اور مَناوی نے شرح جامع صغیر میں اور ملا علی قاری حنفی نے مرقات[66] میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں سید جمال الدین محدث نے حواشی مشکوٰۃ میں اور علامہ ابن الحی نے اور علامہ ابن عابدین نے شرح درالمختار کی بَحثِ امامت میں جب یہ قاعِدہ مُسلَّم (معتبر) ہو چکا ہے۔

وہ مُستَحَبات جو غیرِ صحابہ نے ایجاد کئے: علامہ شرنُبلالی نے حاشِیہ دُرَرِغُرَر فقہ حنفی میں لکھا ہے کہ نیّتِ نماز اصلِ دل سے ہوتی ہے اور زبان سے ادا کرنا مُستَحَب ہے چنانچہ فرمایا:

وَالتَّلَفُّظُ بِهَا مُسْتَحَبٌّ يَعْنِي طَرِيقٌ حَسَنٌ أَحَبَّهُ الْمَشَايِخُ لَا إِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِنْ طَرِيقٍ صَحِيحٍ وَلَا ضَعِيفٍ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَلَا عَنْ أَحَدٍ عَنْ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ بَلْ الْمَنْقُولُ «أَنَّهُ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ إذَا قَامَ إلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ» فَهَذِهِ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ[67] (فتح القدیر وغیرہ وغیرہ)

ترجمہ: اور زبان سے نیّت مُستَحَب ہے یعنی اچھا طریقہ ہے۔ مَشائخ نے مُستَحَب مانا ہے نہ یہ کہ یہ کسی سنّت سے ہے صحیح و ضعیف۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت نہیں ہوا اور نہ ہی ائمۂ اَربعہ (چاروں امام) سے۔ بلکہ منقول ہے کہ حضور ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں صرف اللہ اکبر کہتے۔ تو یہ بدعتِ حَسَنہ (اچھی بدعت) ہے یعنی رسول اللہ ﷺ سے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور تابعین اور مجتہدین سے ثابت نہیں باوُجود اِس کے کہ یہ بدعتِ حَسَنہ (اچھی بدعت) مُستَحَب ہے۔

فائدہ: واضح ہو کہ ائمۂ مجتہدین میں امام احمد بھی ہیں اور وہ نہ تابعی ہیں، نہ تبع تابعی بلکہ تبع تابعین سے اُنہوں نے علم سیکھا ہے (التقریب) جب اُن سے بھی یہ تَلَفُّظ بالنیّت (زبان سے نیت) مَنقول نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ فعل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صدیوں بعد شروع ہوا اور یہ جو لکھا تَلَفُّظ بالنیّت (زبان سے نیت) کو أَحَبَّهُ الْمَشَايِخُ اور مشائخ وہ متاخرین عُلَماء ہیں جو امامِ اعظم کے شاگردوں کا دور تھا۔ تمام کے تمام امام اُن کے بعد ہوئے ہیں۔

درالمختار میں لکھا ہے: زبان سے نیّت کرنا ہمارے عُلَماء کی سنّت ہے۔ لکھا کہ یہ طریقۂ حَسَنہ (اچھا طریقہ) ہمارے عُلَماء کا ہے اِس سے بھی ظُہورِ تَلَفُّظ (تَلَفُّظ بالنیّت کا ایجاد) بعدِ قُرون (یعنی صحابہ، تابعین پھر تبع تابعین کا زمانہ) ظاہر ہوتا ہے۔

شرحِ کبیر میں اِسی طرح لکھا ہے کہ یہ ائمۂ مُجتہدین سے بھی ثابت نہیں اُس کے بعد لکھا:

بِدْعَةٌ، انْتَهَىٰ. لَكِنْ عَدَمُ النَّقْلِ وَكَوْنُهُ بِدْعَةً لَا يُنَافِي كَوْنَهُ حَسَنًا.[68]

اُس کے بِدعَت ہونے سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ نیک نہ ہو۔

اب دیکھئے عُلَماءِ دین اُسے بدعَت مان کر پھر بھی اُسے حَسَن (اچھا) اور نیک کہتے ہیں اور اُس کا حکم دے رہے ہیں اور عُلَماءِ فَرِیقَین (دونوں گروہ کے عُلَماء) کے مُسلّم الثبوت (نزدیک تسلیم شدہ) ہیں اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ فَإِنْ قَصَدَ بِقَلْبِهِ، وَذَكَرَ بِلِسَانِهِ، كَانَ أَفْضَلَ.[69] اور ملتقی الابحر

---

[66] (مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثالث، 1/ 223، الحديث141، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ – 2002م)

[67] (درر الحكام شرح غرر الأحكام لمنلا خسرووبهامشه حاشية: «غنية ذوي الأحكام في بغية درر الأحكام» لشرنبلالي، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، قوله والتلفظ بها مستحب، 1/ 62، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ – 2002م)

[68] (من مهتدى الانهر الى ملتقى الابحر، 1/ 710 ، دار الطباعة العامرة، 1895م)

[69] (فتاوى قاضيخان في مذهب الامام الاعظم ابي حنيفة النعمان، كتاب الصلاة، باب افتتاح الصلاة، 1/ 78 ، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، 2009م)

میں ہے وَضَمُّ التَّلَفُّظِ إِلَى الْقَصْدِ أَفْضَلُ.[70] اور ہے وَيَحْسُنُ ذٰلِكَ، أَيْ: التَّكَلُّمُ بِاللِّسَانِ؛ لِاجْتِمَاعِ الْعَزِيمَةِ.[71] اور یہی کافی میں ہے اور دُرو شرحِ غُرَر میں ہے۔

یہ وہ کتابیں ہیں جو عُلَماءِ مَذہَبِ حَنَفی (حنفی مذہب علماء) کے نزدیک نِہایَت درجہ کی معتبر ہیں بلکہ شافِعیُّ المَذہَب (مذہبِ شافعی کے علماء) بھی کہتے ہیں چند حوالے اور مُلاحَظہ ہوں:

(1) علامہ قسطلانی مواهب لدنية میں شافعی مَذہَب بیان کرتے ہیں: وَالَّذِي اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ أَصْحَابُنَا اسْتِحْبَابُ النُّطْقِ بِهَا.[72]

(2) غنية الطالبين حضرت غوثِ اعظم کی تالیف (تصنیف) میں منسوب ہے کہ وہ حنبلی تھے۔ بیانِ وُضو میں لکھتے ہیں:

وَهُوَ أَنْ يَنْوِيَ بِطَهَارَتِهِ رَفْعَ الْحَدَثِ، وَإِنْ كَانَ تَيَمُّمًا فَاسْتِبَاحَةَ الصَّلَاةِ، لِأَنَّ التَّيَمُّمَ لَا يَرْفَعُ الْحَدَث، وَمَحَلُّهَا الْقَلْبُ، فَإِنْ ذَكَرَ ذَلِكَ بِلِسَانِهِ مَعَ اعْتِقَادِهِ بِقَلْبِهِ كَانَ قَدْ أَتَى بِالْأَفْضَلِ.[73]

یہ عمل یعنی نیّت زبان سے تمام ممالکِ اِسلامیّہ عَرب و عَجم اور ہمارا پاک وہند، مصر اور شام وغیرہ میں مُرَوَّج (رواج) ہے۔

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ یعنی اِس کا عمل ہر زمانہ میں اسلامی ممالک وبِلادوں (شہروں) میں ظاہر ہے۔

گنگوہی کی گواہی: خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۴ میں زبان سے نیّت کی بِدعَت کو مُسْتَحْسَن (مُستحَب) مان لیا ہے۔

نیّتِ حج: زبان سے حج کی نیّت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں لیکن مُخالِفین کے یہاں مُسلّم (معتبر ہے) کہ وہ تَلَفُّظ جو مَامور بِہ عند الفُقہاء (فقہاء کے نزدیک مُستحَب) ہے وہ یہ ہے: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ، فَيَسِّرْهُ لِي، وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي، يَا اللهُ.

ترجمہ: میں حج کا اِرادہ کرتا ہوں سو آسان کیجئے مجھ پر اِس کو اور قبول کیجئے مجھ سے اے اللہ۔

چنانچہ هداية ووقاية و درالمختار وغیرہ میں موجود ہے پھر بعض عُلَماء نے نماز میں تَجْوِيز کیا (جائز قرار دیا) کہ کہا جائے:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي[74]

لیکن رد کیا اُس کو جُمہور عُلَماء نے حج میں مَوانِع (رکاوٹیں) اور صَعُوبَتیں (دشواریاں) پیش آتی ہیں۔

اُس (حج) میں وہ تَلَفُّظ مُستَحَب ہے، نماز میں کیا صَعُوبَت (دشواری) ہے جو دعا کی جائے یا اللہ (اے اللہ) ارادہ کرتا ہوں نماز کا، سَہَل (آسان) کر دے مجھ پر۔ بناءً علَیہ (اِس وجہ سے) نیّتِ نماز کا یہ تَلَفُّظ مَخدُوش (غیر ضروری) رہا جیسا کہ فقیہِ شامی نے لکھا، بلکہ یہ ٹھہرا ہے کہ نَوَيْتُ فَجْرَ الْيَوْمِ وَنَوَيْتُ ظُهْرَ الْيَوْمِ. وغیرہ کہا جائے اور کَثْرت سے جو مُستَفِیض اور مَشہور جماعات، اَہلِ اسلام میں زبانِ زَدِ ہر خاص وعام (مشہور ومعروف) ہے وہ یہ ہے کہ جو علامہ محمد بن احمد زاہد المُلقب بالزَّین (جن کا لقب زین ہے) نے ترغيب الصلوة میں لکھا ہے کہ

---

[70] (من مهتدى الانهر الى ملتقى الابحر، 1/ 710 ، دار الطباعة العامرة، 1895م)

[71] (من مهتدى الانهر الى ملتقى الابحر، 1/ 712 ، دار الطباعة العامرة، 1895م)

[72] (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الفصل الثالث فى ذكر كيفية صلاته ص وفيه فروع، الفروع الأول: فى صفة افتتاحه صلى الله عليه وسلم، 3/ 195 المكتبة التوفيقية، القاهرة- مصر)

[73] (الغنية لطالبي طريق الحق،باب من يريد الدخول في الإسلام ماذا يعمل، فصل: شرائط الصلاة، 1/ 14، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1997م)

[74] (الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الحج،باب الإحرام، مدخل، 1/ 135، دار احياء التراث العربي - بيروت - لبنان)

حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، 1/ 416، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر،الطبعة: الثانية 13886 هـ = 1966 م)

(شرح الوقاية،كتاب الحج ، باب الإحرام، 2/ 255، دار الوراق - عمان، الأردن،الطبعة: الأولى، 2006 م)

نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ فَجرِ الْوَقْتِ رَكْعَتَيْنِ لله تَعَالَى، وَتَوَجَّهتُ إِلَى الْكَعْبَةِ، وَاقْتَدَيْتُ بِهَذَا الْإِمَامِ.

اور نیّت سنّتوں کی اِس طرح ہے:

نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ سُنَّةَ الْفَجرِ الْوَقْتِ رَكْعَتَيْنِ لله تَعَالَى، وَتَوَجَّهتُ إِلَى الْكَعْبَةِ، مُتَابَعَةً لِلرَّسُولِ ﷺ.

چنانچہ ہمارے ملک میں بھی اِسی کے قریب عمل جاری ہے فرض میں کہتے ہیں "نیّت کی ہے نماز کی واسطے اللہ تعالیٰ کے دو رکعت نماز فرض وقت فجر کا منہ میرا طرف(رُخ) کعبہ شریف کے سنّتوں میں بجائے لفظِ فرض سنّت طریقہ رسول کا باقی بدستور۔

فائدہ: صرف نمونے کے دو مسئلے عرض کر دیئے جائیں جو مُخالفین کے مُسلّمات(تسلیم شدہ) ہیں ورنہ اِس قسم کے ہزاروں مَسائل اسلام میں مُروّج(رائج) ہیں مثلاً:

(۱) ہر تلاوت کے بعد قاری، حافظ، واعِظ، مُقرّر وغیرہ کہتے ہیں: صَدَقَ اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ ﷺ. وغیرہ بدعت ہے۔

(۲) قرآن حکیم کے نقطے، زبر، زیر، پیش، شد اور مدّ وغیرہ بدعت ہے۔

(۳) مساجد کا محراب، مینارے، چار دیواری بدعت ہے وغیرہ وغیرہ۔

تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف بدعت ہی بدعت میں۔

اَذان اور صلوۃ وسلام: یہ مسئلہ دیوبندیوں، وہابیوں کو کڑوا لگتا ہے حالانکہ اِس کی حقیقت بھی زبان سے نماز کی نیّت کی طرح ہے اس سے اَہلِ اسلام سوچیں کہ انہیں اِس مسئلہ سے ضِد کیوں ہے جب کہ اَذان کے وقت صلوۃ وسلام صحابہ میں مُروَّج(رائج) تھا صرف طریقہ بدعت(نیا) ہے اور یہ طریقہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے زمانے میں جاری ہوا جسے تمام فقہاء کرام نے سَراہا چنانچہ در المختار میں ہے:

التَّسْلِيمُ بَعْدَ الْأَذَانِ حَدَثَ فِي رَبِيعِ الْآخِرِ سَنَةَ سَبْعِمِائَةٍ وَإِحْدَى وَثَمَانِينَ الخ، وَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ.[75]

ترجمہ: سلام پڑھنا رسول اللہ ﷺ پر بعد اذان کے ۷۸۱ھ میں ایجاد ہوا اور یہ بدعت حَسَنہ ہے۔

اِسی طرح در المختار کے شامی نے بھی اِس کو مسلَّم(معتبر) رکھا۔

نهر الفائق شرح دو مرقول بدیع سے یہ نقل کیا: وَالصَّوَابُ مِنَ الْأَقْوَالِ أَنَّهَا بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ.[76]

ترجمہ: دُرست یہی بات ہے کہ یہ سَلام بعدِ اذان بدعت حَسَنہ ہے۔

دیکھئے آٹھویں صدی میں زمانۂ صحابہ کے بہت بعد ہے۔ اُس وقت کی نِکالی بدعت کو فقہاء نے نہ صرف اپنایا ہے بلکہ بہت خُوب سراہا ہے جس کی تفصیل فقیر نے اپنی کتابوں رجم الشیطان اور صلوۃ وسلام عند الاذان وغیرہ میں لکھی ہے۔

فہرست مَسائِلِ مُتَّفق عَلَيها: (۱) قرآن مجید کے نقطے (۲) اِعرابِ اَسماء (۳) پارہ مثلاً الٓمٓ. سیقول. تلک الرسول تا عم یتسآء لون (۴) تسیم بر سی پارہ[77] (۵) طریقۂ تعلیم القرآن مثلاً نورانی قاعدہ یسرنا القرآن وغیرہ (۶) مسجد کے مینار (۷) محراب بہیئت کذائیہ (۹) پکی مسجد (۹) پکا فرش وفروش (۱۰) اُس کے مختلف ڈیزائن (۱۱) نَقش ونگار جس کے لئے اَحادیث میں مُمانعت آئی ہے۔

---

[75] (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان، فائدة التسليم بعد الأذان، 1/ 390، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

[76] (النهر الفائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة، باب الأذان، 1/ 172، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002م)

[77] تسیم بر سی پارہ: دراصل ایک فارسی جملہ یا ترکیب ہے جو عموماً خوشخطی، خطاطی، یا خوبصورت تحریر کی تعریف کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

فہرست مَسائِلِ مُختَلَف فیھا (۱) میلاد شریف (۲) اَعراسِ (عُرس) بُزرگانِ دین (۳) گیارہویں شریف (۴) اذان کے وقت صلوۃ وسلام (۵) ربیع الاول شریف کا جُلوس وغیرہ۔

فیصلہ: اَہلِ انصاف غور فرمائیں کہ مَسائل اُولیٰ (مَسائِلِ مُتَّفق عَلَیھا) اور مَسائل ثانیہ (مَسائِلِ مختلف فیھا) ایک ہی قاعِدے سے ماخُوذ (حاصل کئے گئے) ہیں لیکن دیوبندی، وہابی پہلے مَسائل پر سو (۱۰۰) جان سے فِدا (قربان) ہیں اور دوسرے مَسائل سے جانی ایمانی دُشمنی۔ اِس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے صدیوں پہلے فرمایا تھا کہ ایسے لوگ دین دین پُکاریں گے مگر ہونگے دین کے دُشمن۔[78] تفصیل فقیر کی کتاب "وہابی دیوبندی کی نشانی" میں۔

سوال: اِباحَتِ اَصلیَّہ جب مُدرِکِ شرعی (دلیل شرعی) نہ ہونے سے ثابت ہوتی ہے تو اِباحَتِ اَصلیَّہ پر آیات واَحادیث سے اِستِدلال کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب: اِباحَتِ اَصلیَّہ کے قاعِدۂ کُلّیہ کا حُجّت (دلیل) ہونا ایک اور اَمر (معاملہ) ہے اور اُس اِباحَت سے کسی مَخصوص جُزیئہ پر اِستِدلال کرنا اَمرِ آخر (دوسرا معاملہ) ہے، آیات و اَحادیث سے اِباحَتِ اَصلیَّہ کے حُجّت (دلیل) ہونے پر اِستِدلال کیا گیا ہے اور اِس قاعِدہ سے اِباحَت وہیں ثابت ہوگی جہاں مُدرِکِ شرعی (دلیل شرعی) نہ ہو۔

سوال: فرض کیجئے کہ کوئی وقتی پانچ نمازوں کے علاوہ ایک چھٹی نماز ایجاد کرے اور اُس کی ہر رَکعت میں دو رُکوع اور چار چار سجدے کرے تو کیا با قاعدۂ اِباحَتِ اَصلیَّہ اِس نو (نئی) اِیجاد نماز کو بھی جائز کہا جائے گا۔

جواب: دیوبندیوں کی جَہالت اور بے خبری حیرت انگیز ہے بار بار بیان کر دیا گیا کہ اِباحَتِ اَصلیَّہ سے اُس جُزیئہ کی اِباحَت پر اِستِدلال ہوگا جس کی حِلَّت یا حُرمَت دُوسرے کسی دَلائِل سے ثابت نہ ہو۔ چھٹی نماز کو اِباحَتِ اَصلیَّہ کی مَد میں لانا نِری حماقت (بے وقوفی)، جہالَت (نادانی) اور مُغالَطہ آفرینی (دھوکہ دینا) ہے اِس لئے کہ اِسمِ عَدَد لفظِ خاص ہے اور لفظِ خاص اپنے مَفہوم میں قَطعی (یقینی) ہوتا ہے نہ اُس سے کم جائز نہ زیادہ۔ لہٰذا جب پانچ نمازیں فرض ہو گئیں تو صرف چار نمازوں کو فرض سمجھنا جس طرح باطِل ہے اِسی طرح چھٹی نماز کو فرض سمجھنا بھی باطِل ہوگا ورنہ عَدَدِ خاص کی خُصوصِیَّت باطِل ہو جائے گی نیز اِباحَتِ اَصلیَّہ سے اگر کچھ ثابت ہوگا تو مُباح ثابت ہوگا فرض کیسے ثابت ہو جائے گا۔ حماقَت کی اِنتہا ہوگئی ہے کہ اِباحَتِ اَصلیَّہ سے چھٹی نماز کی فرضیّت ثابت کر کے مُعارَضہ (اعتراض) کر دیا۔ ثالثاً اگر چھٹی نماز سے مُراد مُباح ہے یعنی کوئی اِباحَت کے درجہ میں چھٹی نماز پڑھے تو گزارش ہے کہ چھٹی تو اپنی جگہ پر ہے۔ کوئی نفلی طور پر چھ نمازیں بھی پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے باقی نماز میں دو دو رکوع اور چار چار سجدے کو جو اِباحَت کی مَد میں شامل کیا ہے تو محض جَہالَت ہے۔ اَہلِ علم کو معلوم ہے کہ اِباحَتِ اَصلیَّہ سے اِستِدلال اُس جُزیئہ پر کیا جائے گا جہاں شارع صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا کوئی مخصوص حکم نہ ہو نماز کی مخصوص ہیئت (حالت) پر تو شارع صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے مخصوص اَحکام موجود ہیں جن کی کسی ترمیم اور تبدیلی کی گُنجائش نہیں ہے۔ نماز خواہ نفلی ہو یا واجِب، اُس کے اَجزائے ترکیبی اور ہیئت (حالت) کو شارِع صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مُعیَّن (خاص) فرمادیا ہے لہٰذا جو نماز بھی ہوگی وہ اپنے طریقہ پر ہوگی۔

اِنتِباہ (خبردار): اَہلِ سنّت خُوب یاد رکھیں کہ مُخالفین اِس طرح کے دھوکے عام دیتے ہیں جنھیں قَوانینِ شَرعیّہ سے دُور کا واسِطہ تک نہیں ہوتا۔

سوال: اِباحَتِ اَصلیَّہ میں تم ایسے گم ہوئے کہ قرآن کی نَص کا قَطعی (یقینی) لحاظ بھی نہ رہا۔ قرآن مجید تو ہے أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ (المائدۃ:96) (تمہارے لئے دریائی شکار حلال ہے۔) آیت میں تو تمام دریائی شکار حلال ہو گئے لیکن تم صرف مچھلی کے سوا تمام دریائی جانوروں کو حرام کہتے ہو۔

جواب: ھدایہ جلد ۴ پر ہے: قُلْنَا: قَوْلُهُ تَعَالَى: {وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ} [الأعراف:١٥٧] وَمَا سِوَى السَّمَكِ خَبِيثٌ.

"وَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَوَاءٍ يُتَّخَذُ فِيهِ الضِّفْدَعُ."[79]

---

[78] (صحيح البخاري، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، 6/ 2540، الحديث 6533، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[79] (الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الذبائح، من تحل ذبيحته ومن لا تحل، فصل: فيما يحل أكله وما لا يحل، 4/ 353، دار احياء التراث العربي - بيروت - لبنان)

ترجمہ: مچھلی کے سوا دریائی جانوروں کی حُرمَت پر اَحناف کی دَلیل یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نبی اکرم ﷺ اَشیاءِ خَبِیثَہ (ایسی چیزیں جو فطری طور پر انسان کے لیے ناپسندیدہ ہوں، جیسے مردار یا خون۔) کو حرام کرتے ہیں اور مچھلی کے سوا باقی جانور خبیث ہیں۔

پس وہ حرام قرار پائے اور اُس کی تائید اِس سے بھی ہوتی ہے کہ حُضور ﷺ نے وہ دوا کھانے سے منع فرمایا جو مینڈک سے بنائی جاتی ہے۔[80]

فائدہ: یہ سوال دراَصل غیر مُقلّدوں کی جانب سے ہوتا ہے لیکن وہابی، دیوبندی، غیر مُقلّد آپس میں چچّا، بھتیجا ہیں اِسی لئے صرف اَہلِ سنّت کو نیچا دکھانے کے لئے سوال اُٹھاتے ہیں لیکن ھدایہ کی مذکورہ عِبارت سے واضح ہوگیا کہ مچھلی کے سِوا اور باقی جانوروں کی حُرمَت پر دَلیل شَرعی موجود ہے اور قاعدہ ہے کہ جس کی حُرمَت پر دَلیل شَرعی موجود ہو اُس کو اِباحَتِ اَصلیّہ کا فرد بنا کر اُس کی حُرمَت سے اِباحَت پر اِعتراض کرنا پرلے درجے (حد سے زیادہ) کی جہالت ہے۔

مَسائِل فقه: آخر میں فقیر وہ مَسائِلِ فِقہ درج کرتا ہے جس سے ہر عام مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ اصل اِباحَت ہے۔

(۱) برساتی نالے، ندی، چشمے، کنوئیں کے پانی پاک ہیں یہ اِباحَت ہیں ان میں بو، رنگ، مزہ (Taste) کی جب تک تبدیلی نہ آجائے اُن کے پانی سے وُضو کرنا بِلا (بغیر) کَراہَت جائز ہے۔ (عامہ کتب)

(۲) نالیوں سے برسات کا بہتا ہوا پانی پاک ہے یہ اِباحَت ہے اِس میں وہی رنگ، بو، مزہ کی تبدیلی مانع (رُکاوٹ) ہے ورنہ مُطلَقاً پاک ہے۔ (عامہ کتب)

(۳) جنگلوں، وِیرانوں، آبادیوں سے دُور چھوٹے چھوٹے گڑھے خواہ آبادیوں میں بھی ہوں لیکن اُن میں نَجاست پڑنا معلوم نہیں (بو، رنگ اور مزہ میں تبدیلی نہیں) بلا کَراہَت وُضو جائز ہے۔

(۴) جوتا، گیند کنوئیں میں گِر گئی اگر اُس کا نَجِس ہونا یقینی ہے تو اِحتیاطاً بیس ڈول نکالنا چاہیے محض اپنے خیال کہ یہ نَجِس ہوگا نا معتبر ہے۔ (یہ اِس لئے کہ اصل اِباحَت ہے)

(۵) تَیَمُّم ہر جگہ (مٹی) سے جائز ہے جب تک کسی زمین (مٹی) پر نَجاست کا اثر یقینی نہ ہو یہ وَہم کہ کبھی نَجِس ہوئی ہوگی، فُضول ہے۔ اِس کا اِعتبار نہیں۔ (یہی اِباحَت ہے)

(۶) وُضو کرنا یاد ہے ٹوٹنا یاد نہیں اُسے وُضو والا سمجھا جائے گا محض گمان ناقِص ہے، وُضو نہیں[81]۔

(۷) فاسِقوں کے اِستِعمال کردہ کپڑے جن کا نَجِس ہونا معلوم نہ ہو پاک سمجھے جائیں گے، اِس لئے کہ اصل میں تو وہ پاک ہیں۔

(۹) ہر زمین پر ہر وقت نماز پڑھی جاسکتی ہے یہی اِباحَت ہے سوائے اُن زَمینوں اور جگہوں کے جن کی شَرع کی طرف سے مُمانَعَت ہے۔

(۹) ہر مٹی کے ڈھیلوں (پتھروں) سے اِستِنجاء (صفائی کرنا) جائز ہے یہی اِباحَت ہے۔ ہاں نَجاسَت کا اثر کسی ڈھیلے (پتھر) پر ہو تو جائز نہیں ہے۔

(۱۰) مسجدوں کے دروازے ہر وقت کھلے رکھنے چاہئیں اُنہیں بند رکھنا مکروہ ہے ہاں مسجد کے سامان کے چوری ہونے کا اَندیشہ (ڈر) ہو تو بند کرنا جائز ہے۔

نوٹ: اِس قِسم کے ہزاروں فقہ کے مَسائِل ہیں۔ فقیر نے صرف چند نَمونے پیش کئے ہیں تاکہ عوام سمجھ سکیں کہ جیسے اِن عام مَسائِل میں دَلائِل کا سوال جَہالت ہے تو اِختِلافی مَسائِل جو وہابی دیوبندی فرقوں نے سر پر اُٹھائے ہوئے ہیں اُن کے دَلائِل مانگنے کے کیا معنی۔ اِس لئے عوام کو یقین کرنا چاہیے کہ وہابیوں، دیوبندیوں کو جن مَسائِل سے ہمارے ساتھ اِختِلاف ہے وہ محض فی سبیل اللہ (راہِ خدا میں) فَساد کی بِناء پر (وجہ سے) ہے اور وہ بھی اِختِلاف تحریکِ وہابیّت کے دور کے انگریزوں نے اُنہیں گھڑ کر اَہلسنّت سے لڑنے کا ایک ہتھیار دیا تھا جسے وہ آج تک نہیں، دجّال کے ساتھ جب ملیں گے اُس وقت تک اِستِعمال کرتے رہیں گے۔ فقیر کا کام تھا آگاہ کرنا الحمدللہ اِس سے فقیر سُبکدَوش (آزاد) ہوگیا۔

---

[80] (سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الأدوية المكروهة، 4/ 7، الحديث3871، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[81] اس کا مطلب ہے کہ صرف شک یا گمان وضو کو توڑنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ جب تک کسی کو یقین نہ ہو یا کوئی واضح علامت موجود نہ ہو، وضو باقی سمجھا جائے گا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان